



نصر المعبود  
فی تحقیق حدیث عبد اللہ بن مسعود

ترک رفع یدین سے متعلق

# حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا تحقیقی جائزہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین سے متعلق حدیث مبارکہ کی سند اور متن پر ہونے والے تمام اشکالات کے مدلل جوابات اور حضرت سفیان ثوریؒ کی تالیس پرہیزہ حاصل تحقیق

تالیف

مناظر اسلام  
مولانا علی اکبر جالبانی صاحب  
(استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی)

مکتبۃ المتین

نصر المعبود فی

تحقیق حدیث عبد اللہ بن مسعود

ترک رفع یدین سے متعلق

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا تحقیقی جائزہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین سے متعلق حدیث مبارکہ کے سنداوتن پر ہونے والے تمام اشکالات کے مدلل جوابات اور حضرت سفیان ثوری کی تدلیس پر سیر حاصل تحقیق

مؤلف

مولانا علی اکبر جلبانی صاحب

مکتبۃ المتین

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	نصر المعبود فی تحقیق حدیث عبداللہ بن مسعودؓ
مؤلف	مولانا علی اکبر جالبانی صاحب زید مجہدہ
ضخامت	112 صفحات
تعداد	500
طبع اول	ربیع الاول ۱۴۴۰ھ / نومبر 2018ء
تقسیم کنندہ	مکتبہ المیتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
اوقات رابطہ	ظہر تا مغرب (0321-3829139, 0346-1285915)

### اسٹاکسٹ

اسلامی کتب خانہ بالمقابل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی  
 مکتبہ عمر فاروق بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی  
 مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی  
 مکتبہ نعمانیہ لاندھی کراچی  
 مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)  
 مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی  
 مکتبہ الحمد نزد بنوری ٹاؤن کراچی



## فہرست مضامین نصر المعبود

صفحہ نمبر	مضامین
-----------	--------

## توثیق حدیث ابن مسعود

- ۱- حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰) سے: ..... ۹
  - ۲- امام ابوعلی طوسی (متوفی ۳۱۲) سے: ..... ۱۰
  - ۳- ابن حزم غیر مقلد (متوفی ۴۵۶) سے: ..... ۱۰
  - ۴- ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲) سے: ..... ۱۰
  - ۵- مغلطائی بن کلج رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲) سے: ..... ۱۱
  - ۶- احمد محمد شاکر غیر مقلد (۱۳۷) سے: ..... ۱۱
  - ۷- عطاء اللہ حنیف غیر مقلد (۱۴۰۹) سے: ..... ۱۱
  - ۸- ناصر الدین البانی غیر مقلد (۱۴۲۰) سے: ..... ۱۱
  - ۹- شعیب الارناؤط غیر مقلد سے: ..... ۱۲
  - ۱۰- محمد زہیر الشاولیش غیر مقلد سے: ..... ۱۲
  - ۱۱- عبد القادر الارناؤط غیر مقلد سے: ..... ۱۲
  - ۱۲- سید عبد اللہ ہاشم الیمانی المدنی غیر مقلد سے: ..... ۱۳
  - ۱۳- شیخ ابو محمد امین اللہ پشاورى غیر مقلد (معاصر) سے: ..... ۱۳
  - ۱۴- علامہ دکتور طاہر محمد دردیری سے: ..... ۱۴
  - ۱۵- مسعود احمد صاحب امیر جماعت المسلمین سے: ..... ۱۴
- سفیان طبقہ ثانیہ کامل ہے
- ۱- حافظ علائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۱) سے: ..... ۱۵
  - ۲- حافظ ابو زرعۃ رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶) سے: ..... ۱۶
  - ۳- سبط ابن عجمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱) سے: ..... ۱۷



- ۴- علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) سے: ۱۸
- ۵- محمد بن اسماعیل الامیر البیہانی غیر مقلد (متوفی ۱۱۸۲) سے: ۱۸
- ۶- عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد (متوفی ۱۳۳۵) سے: ۱۹
- ۷- محمد صاحب گوندلوی غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۵) سے: ۱۹
- ۸- محبت اللہ شاہ راشدی غیر مقلد (متوفی ۱۴۱۵) سے: ۲۰
- ۹- بدیع الدین شاہ غیر مقلد (متوفی ۱۴۱۶) سے: ۲۱
- ۱۰- شیخ حماد الانصاری (متوفی ۱۴۱۸) سے: ۲۱
- ۱۱- ناصر الدین البانی غیر مقلد (متوفی ۱۴۲۰) سے: ۲۲
- ۱۲- شیخ عثمین (متوفی ۱۴۲۱) سے: ۲۳
- ۱۳- شیخ مسفر بن غرم اللہ سے: ۲۳
- ۱۴- مکی گوندلوی غیر مقلد (متوفی ۲۰۰۹ ع) سے: ۲۳
- ۱۵- شیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری غیر مقلد (معاصر) سے: ۲۴
- ۱۶- شیخ ابو فوزان کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد سے: ۲۵
- ایک فائدہ عظیمہ: ۲۶

### سفیان کی معنعن روایت بقول محدثین مقبول ہے

- ۱- علامہ ابن حزم (متوفی ۴۵۶) غیر مقلد سے: ۲۷
- ۲- علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲) سے: ۲۸
- ۳- شیخ طاہر الجزائری (متوفی ۱۳۳۸) سے: ۲۸

### سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہیں

- ۲- ابو زرعہ رازی متوفی ۲۶۴ سے: ۳۰
- ۱- ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی (متوفی ۲۷۷) سے: ۳۰
- ۳- امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵) سے: ۳۰

- ۴- امام حاکم (متوفی ۴۰۵) سے: ..... ۳۱
- ۵- امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶) سے: ..... ۳۱
- ۶- حضرت علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸) سے: ..... ۳۱
- ۷- حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے: ..... ۳۲
- ۸- حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے: ..... ۳۲
- ۹- علامہ محمد بن احمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳) سے: ..... ۳۳
- ۱۰- ارشاد الحق اثری غیر مقلد سے: ..... ۳۳
- سفیان ثوری قلیل التذلیس ہے ..... ۳۳
- قلیل التذلیس بدلس کا معنیہ بالاتفاق مقبول ہوتا ہے ..... ۳۳
- محدثین کے اقوال ..... ۳۳

اس حدیث کی سند پر وارد ہونے والے کچھ مغالطے

- مغالطہ نمبر ۱- اور اس کا جواب ..... ۳۷
- مغالطہ نمبر ۲- اور اس کا جواب ..... ۴۱
- مغالطہ نمبر ۳- اور اس کا جواب ..... ۴۶
- مغالطہ نمبر ۴- اور اس کا جواب ..... ۴۶
- مغالطہ نمبر ۵- اور اس کا جواب ..... ۵۰
- مغالطہ نمبر ۶- اور اس کا جواب ..... ۵۰
- مغالطہ نمبر ۷- اور اس کا جواب ..... ۵۲
- مغالطہ نمبر ۸- اور اس کا جواب ..... ۵۳
- مغالطہ نمبر ۹- اور اس کا جواب ..... ۵۴
- مغالطہ نمبر ۱۰- اور اس کا جواب ..... ۵۴
- مغالطہ نمبر ۱۱- اور اس کا جواب ..... ۵۵

- ۵۷ ..... مقالہ نمبر ۱۲- اور اس کا جواب
- ۵۸ ..... مقالہ نمبر ۱۳- اور اس کا جواب
- ۶۲ ..... مقالہ نمبر ۱۴- اور اس کا جواب

### حدیث ابن مسعود پر بعض محدثین کا کلام اور اس کا جواب

- ۶۹ ..... ۱- عبد اللہ بن مبارک کا کلام اور اس کا جواب
- ۷۱ ..... ۲- امام شافعی کا کلام اور اس کا جواب
- ۷۳ ..... ۳- امام احمد بن حنبل کا کلام اور اس کا جواب
- ۷۹ ..... ۴- ابو حاتم کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۱ ..... ۵- امام دارقطنی کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۲ ..... ۶- ابن حبان کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۴ ..... ۷- امام ابو داؤد کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۶ ..... ۸- یحییٰ بن آدم کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۷ ..... ۹- امام بزار کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۸ ..... ۱۰- محمد بن وضاح کا کلام اور اس کا جواب
- ۸۹ ..... ۱۱- امام بخاری کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۰ ..... ۱۲- ابن القطان الفاسی کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۲ ..... ۱۳- عبد الحق الاشمیلی کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۲ ..... ۱۴- ابن الملقن کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۳ ..... ۱۵- حاکم کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۴ ..... ۱۶- امام نووی کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۶ ..... ۱۷- دارمی کا کلام اور اس کا جواب
- ۹۶ ..... ۱۸- بیہقی کا کلام اور اس کا جواب



۱۹- محمد بن نصر مروزی کا کلام اور اس کا جواب ..... ۹۷

۲۰- ابن قدامہ کا کلام اور اس کا جواب ..... ۹۷

### حدیث ابن مسعود کے متن پر بحث

۹۸ ..... حدیث ابن مسعود میں رکوع کے رفع الیدین کی نفی

۹۹ ..... ۱- ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

۹۹ ..... ۲- زین الدین العراقي رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶) سے:

۱۰۰ ..... ۳- علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

۱۰۰ ..... ۴- قاضی شوکانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۵۰) سے:

۱۰۰ ..... ۵- شمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹) سے:

۱۰۱ ..... ۶- عطاء اللہ حنیف غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۹) سے:

۱۰۱ ..... ۷- علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲) سے:

### حدیث ابن مسعود میں غیر مقلدین کے مغالطے

۱۰۲ ..... مغالطہ نمبر ۱- اور اس کا جواب

۱۰۳ ..... مغالطہ نمبر ۲- اور اس کا جواب

### اثر عبد اللہ بن مسعود

۱۰۶ ..... اعتراض نمبر ۱- اور اس کا جواب

۱۰۷ ..... اعتراض نمبر ۲- اور اس کا جواب

۱۰۸ ..... اعتراض نمبر ۳- اور اس کا جواب

۱۱۰ ..... مراہیل ابراہیم نخعی بالا جماع صحیح ہیں

۱۱۰ ..... ۱- حضرت علامہ ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) سے:

۱۱۰ ..... ۲- امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) سے:

۱۱۰ ..... ۳- امام بیہقی (متوفی ۴۵۸) سے:

۱۱۱ ..... ۴- یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳) سے:

## تحقیق حدیث عبد اللہ بن مسعود

۱- حَدَّثَنَا هُنَادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا  
أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّيْ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ  
إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. ①

حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر نماز پڑھی اور  
ہاتھوں کو نہیں اٹھایا مگر پہلی دفعہ میں۔

۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ  
سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَدْ  
فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ ②

حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر کھڑے ہو۔  
پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلی دفعہ میں اٹھایا پھر دوبارہ نہیں اٹھائے۔

۳- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ،  
سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ،

① سنن الترمذی للامام الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۴۳ ناشر دار الفکر

الاسلامی ② سنن النسائی للامام احمد بن شعيب النسائی (متوفی ۳۰۳)

عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ  
ثُمَّ لَا يَعُودُ ①

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

### توثیق حدیث ابن مسعود

۱۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹) سے:

حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ ②

حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ: حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

کتاب اللہ اور حدیث رسول حجت اور معیار حق ہیں بشرطیکہ وہ حدیث مقبول ہو یعنی

متواتر یا صحیح یا حسن ہو۔ ③

فائدہ: حافظ زبیر علی صاحب لکھتے ہیں:

محدثین کرام اپنی بیان کردہ روایات کی صحت و ضعف سے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت

زیادہ باخبر تھے۔ ④

امام ترمذی اس حدیث کے ناقل نے بھی اس حدیث کو حسن کہہ دیا لہذا اب (غیر

مقلدین کے اصول کے مطابق) غیر ناقلین کی جرح کا اعتبار نہیں ہونا چاہیے۔

① شرح معانی الآثار لابی جعفر الطحاوی (متوفی ۳۲۱) ج ۱ ص: ۲۲۴ ناشر عالم

الکتاب ② سنن الترمذی للاحام الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۴۳ ناشر دار

الغروب الاسلامی ③ نور العینین لزبیر علی ص: ۵۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور ④ جزء رفع الیدین مترجم

لزبیر علی ص: ۴۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ



۲۔ امام ابوعلی طوسی (متوفی ۳۱۲) سے:

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِلَّا  
أَصَلَى بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمْ يَرْفَعْ  
يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَسَنٌ ❶  
عبارت کا خلاصہ: ابوعلی طوسی نے کہا ہے کہ حدیث ابن مسعود حسن ہے۔

۳۔ ابن حزم غیر مقلد (متوفی ۴۵۶) سے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِلَّا  
أَرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ؟ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ  
ثُمَّ لَمْ يَعُدْ

إِنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيحٌ ❷

یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود صحیح ہے۔

۴۔ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲) سے:

وَعَدَمُ ثُبُوتِ الْخَبَرِ عِنْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ لَا يَمْنَعُ مِنَ النَّظَرِ فِيهِ، وَهُوَ يَدُورُ  
عَلَى عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ ❸

ابن مبارک کے ہاں اس حدیث کا عدم ثبوت اس حدیث پر عمل سے مانع نہیں ہے  
کیونکہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور وہ ثقہ ہے۔

- ❶ مختصر الاحکام لابی علی الطوسی (متوفی ۳۱۲) ج ۲ ص: ۱۰۳ ناشر مکتبۃ الغرباء  
الاثریۃ ❷ المحلی بالآثار لعلی بن احمد بن سعید بن حزم (متوفی ۴۵۶) ج ۳ ص: ۴ ناشر  
دار الفکر بیروت ❸ الالمام باحدیث الاحکام لابن دقیق العید (متوفی ۷۰۲) بحوالہ  
نصب الرایۃ للزیلعی (متوفی ۷۶۲) ج ۱ ص: ۳۹۵ ناشر مؤسسة الریان

۵۔ مغلطائی بن کلیج رحمہ اللہ (۷۶۲) سے:

فعلى هذا يكون حديثاً صحيحاً ❶

پس یہ حدیث عبداللہ بن مسعود صحیح ہے۔

۶۔ احمد محمد شا کر غیر مقلد (متوفی ۱۳۷۷) سے:

وهذا الحديث صحيحه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث

صحيح وما قالوه في تعليله ليس بعله ❷

اس حدیث کو ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور وہ

جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

۷۔ عطاء اللہ حنیف غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۹) سے:

قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوى انه ثابت من رواية عبد

الله بن مسعود ❸

لوگوں نے اس حدیث کے ثبوت میں کلام کیا ہے لیکن مضبوط بات یہ ہے کہ یہ حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود سے ثابت ہے۔

۸۔ ناصر الدین البانی غیر مقلد (متوفی ۱۴۲۰) سے:

(قلت: إسناده صحيح على شرط مسلم، وقال الترمذی: حديث

❶ شرح سنن ابن ماجه لمغلطائی بن کلیج (متوفی ۷۶۲) ج ۱ ص: ۱۴۶۸ ناشر

مکتبۃ نزار مصطفى ❷ سنن الترمذی بتحقیق احمد محمد شا کر ج ۲ ص: ۴۱ ناشر

مکتبۃ و مطبعة مصطفى البابي ❸ التعليقات السلفية على سنن النسائي لعطاء الله

حنيف (متوفی ۱۴۰۹) ج ۲ ص: ۱۰۷ ناشر المکتبۃ السلفية پاکستان

حسن، وقال ابن حزم: إنه "صحيح"، وقواه ابن دقيق العيد والزبيلي

والترکمانی)..... فالحق أنه حديث صحيح. ①

میں کہتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کی سند صحیح مسلم کے شرط پر ہے اور امام  
ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور ابن حزم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور ابن دقیق العید  
اور زبیلی و ترکمانی نے بھی اس حدیث کو مضبوط قرار دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۔ شعیب الارناؤط غیر مقلد سے:

۱۰۔ محمد زہیر الشاویش غیر مقلد سے:

یہ دونوں حضرات شرح السنہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

حسنہ الترمذی و صححہ غیر واحد من الحفاظ و ما قالوہ فی تعلیلہ

لیس بعلہ ②

اس حدیث کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہے اور حفاظ میں سے بہت سارے حفاظ حدیث  
نے اس کو صحیح قرار دیا ہے وروہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف  
کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

۱۱۔ عبدالقادر الارناؤط غیر مقلد سے:

رواہ أبو داود فی الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع والترمذی  
فی الصلاة، باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع إلا في أول  
مرة، والنسائی فی الافتتاح، باب الرخصة فی ترك الرفع عند الرفع من

① صحیح ابی داؤد لناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰) ج ۳ ص: ۳۳۸ ناشر

مؤسسة غراس الكويت ② شرح السنة بتحقیق شعیب الارناؤط و محمد زہیر

الشاویش ج ۳ ص: ۲۴ ناشر المکتب الاسلامی بیروت



الروكوع، وإسناده صحيح ❶

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کی سند صحیح ہے۔

۱۲۔ سید عبداللہ ہاشم الیمانی المدنی غیر مقلد سے:

وقد رأيت لأحمد شاكر رحمه الله في تعليقه على الترمذی كلاما نفيسا انقله هنا لفائدته قال وهذا الحديث يعنى حديث ابن مسعود صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث صحيح ومقالوه في تعليقه ليس بعله ❷

میں نے احمد شاكر کی ترمذی کی تعلیقات میں عمدہ کلام دیکھا ہے اس کو یہاں فائدے کے لیے نقل کرتا ہوں وہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن مسعود کو ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور وہ جو لوگوں نے اس میں علت بیان کی ہے وہ درحقیقت علت نہیں ہے۔

۱۳۔ شیخ ابو محمد امین اللہ پشاورى غیر مقلد (معاصر) سے:

شیخ امین اللہ پشاورى حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسی ترک رفع الیدین والی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

واخرج النسائی ج ۱ ص: ۱۵۸ هذا الحديث بسند صحيح ❸  
اس روایت کو امام نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں:

❶ حاشیہ جامع الاصول لعبد القادر الارناؤط ج ۵ ص: ۳۰۱ ناشر دار الکتب العلمیة

❷ حاشیہ الدراية للسید عبد الله هاشم الیمانی ج ۱ ص: ۱۵۰ ناشر دار المعرفة

بیروت ❸ فتاوی الدین الخالص لامین الله البشاورى . معاصر ج ۴ ص: ۷۶ ناشر

معارج کتب خانہ بشاور

والظاهر ان الحديث صحيح ويدل على جواز عدم الرفع احيانا كما

هو الشأن في السنة ①

ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کبھی کبھار رفع الیدین نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے کہ سنت کا شان ہے۔

۱۴۔ وکتور طاہر محمد در دیری غیر مقلد سے:

وکتور طاہر محمد لکھتے ہیں:

حديث المدونة حديث حسن لان في سنده عاصم بن كليب وهو

صدوق وبقية رجاله ثقات وقد حسنه الترمذی ②

مدونۃ الکبریٰ کی حدیث حسن ہے اس لیے کہ اس کی سند میں عاصم بن کلب ہے اور وہ

صدوق ہے اور بقیہ تمام راوی ثقہ ہیں اور امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۵۔ مسعود احمد صاحب امیر جماعت المسلمین سے:

مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند بے شک حسن بلکہ صحیح ہے سند میں کوئی خاص خدشہ نہیں ہے نہ سند پر

کسی نے کوئی خاص جرح ہی کی ہے اس حدیث پر جو کچھ جرح ہوئی ہے بلحاظ متن ہوئی ہے۔ ③

سفیان ثوری طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

① فتاویٰ الدین الخالص لامين الله البشاورى ۰ معاصر ج ۴ ص: ۷۷ ناشر معارج

کتب خانہ بشاور ② تخريج الاحاديث النبوية الواردة في مدونة الامام مالك بن انس

ج ۱ ص: ۴۰۰ ناشر مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی

③ رفع الیدین فرض ہے ص: ۳۳ ناشر مطبوعات اسلامیہ حسین آباد کراچی

اس روایت کا وارو مدار امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جیسا کہ اس کی تخریج سے ظاہر ہے سفیان ثوری ثقہ حافظ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے دیکھیے: تقریب التہذیب [ص: ۲۳۳۵] ①

(کہنا یہ چاہتا ہے کہ سفیان ثوری مدلس ہے اور یہ اس روایت کو (عن کے صفیے کے ساتھ) نقل کر رہا ہے اور جمہور محدثین کے ہاں قاعدہ مسلمہ ہے کہ مدلس کی مععن روایت ضعیف ہوتی ہے۔ لہذا یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے؟)

جواب: سفیان ثوری کا مدلس ہونا بھی تسلیم ہے اور یہ جمہور محدثین کا قاعدہ بھی تسلیم ہے لیکن عرض یہ ہے کہ یہ قاعدہ عام نہیں ہے یہی تو وجہ ہے کہ وہ مدلسین جن کی وہ روایات جو بخاری و مسلم میں ہیں بقول آپ کے وہ روایات بھی صحیح ہیں اگر اس قاعدے کو عام رکھا جائے تو بخاری و مسلم کی یہ روایات ضعیف ہو جائیں گی تو جس طرح یہ قاعدہ ان مدلسین پر منطبق نہیں کیا جاتا ہے تو یہ قاعدہ طبقہ اولی و ثانیہ کے مدلسین پر منطبق نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ محدثین کے ہاں مدلسین کے چند طبقات ہیں یہ اصول طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کے متعلق نہیں ہے بلکہ طبقہ ثالثہ، رابعہ اور خامسہ والوں کے متعلق ہے جبکہ سفیان ثوری جمہور محدثین کے ہاں طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس کو محدثین نے قبول کیا ہے اور اس کی روایت کو صحیح سمجھا ہے۔ البتہ محدثین کی عبارات حاضر ہیں۔

۱- حافظ علائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۱) سے:

حافظ علائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بل هم على طبقات ..... وثانيها من احتمل الأئمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وإن لم يصرح بالسماع وذلك إما لإمامته أو لقلته تدليسه في جنب ما روى أو لأنه لا يدلّس إلا عن ثقة وذلك كالزهرى وسليمان الأعمش

① نور العینین الزہیری علی ص: ۱۳۴۰ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور



وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحמיד الطويل  
والحكم بن عتبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري ①

مدلسین کے چند طبقات ہیں..... ان میں سے دوسرے طبقہ کے وہ مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور ان کی معتن روایات کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اگرچہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے یا ان کی کم تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی مثال جیسے امام زہری سلیمان الأعمش..... اور سفیان ثوری

۲- حافظ ابو زرعة رحمه الله (متوفى ۸۲۶) سے:

حافظ ابو زرعة عراقي رحمه الله بھی حافظ علانی رحمه الله کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الحافظ صلاح الدين العلائي: ..... وثانيها: من احتمل الأئمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وإن لم يصرح بالسماع، وذلك إما لإمامته أو لقلة تدليسه في جنب ما روى، أو لأنه لا يدلّس إلا عن ثقة، وذلك كالزهرى وسليمان الأعمش وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحמיד الطويل والحكم بن عتيبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري ②

حافظ علانی نے کہا ہے مدلسین کے چند طبقات ہیں..... ان میں سے دوسرے طبقے کے وہ مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور ان کی معتن روایات کو

① جامع التحصيل في احكام المراسيل لحافظ خليل بن كيكلدى الدمشقي العلائي (المتوفى ۷۶۱) ص ۱۱۳ ناشر ناشر عالم الكتب بيروت

② المدلسين لأبي زرعة العراقي (المتوفى ۸۲۶) ناشر دار الوفاء بيروت

اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اگرچہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے  
یا ان کی کم تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی  
مثال جیسے امام زہری سلیمان الاعمش..... اور سفیان ثوری

۳- سبط ابن عجمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱) سے:

علامہ سبط ابن عجمی بھی حافظ علانی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتقاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم اعلم أيها الواقف على هؤلاء انهم ليسوا على حد واحد بحيث  
يتوقف في كل ما قال فيه كل واحد منهم عن أو قال أو أن أو بغير أداة ولم  
يصرح بالسماع بل هم طبقات..... قال الحافظ العلاني:

ثانيها - من احتمل الائمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وان لم  
يصرح بالسماع وذلك اما لامامته أو لقله تدليسه في جنب ما روى أو  
لانه لا يدلس الا عن ثقة وذلك كالزهرى وسليمان الاعمش وإبراهيم  
النخعي وإسماعيل بن أبي خالده وسليمان التيمي وحמיד الطويل والحكم  
بن عتيبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري ①

ان مدلسین پر واقف ہونے والے جان لو کہ تمام مدلسین ایک جیسے نہیں ہیں کہ اگر یہ  
لوگ عن یا قال یا ان یا بغیر کسی حرف کے کوئی روایت نقل کریں اور اس میں سماع کی تصریح نہ  
کریں تو وہ روایت واجب التوقف ہو (یعنی غیر مقبول ہو) بلکہ ان کے طبقات ہیں جیسے کہ  
حافظ علانی نے کہا ہے مدلسین کے چند طبقات ہیں..... ان میں سے دوسرے طبقہ کے وہ  
مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور ان کی متعین روایات کو اپنی صحیح میں  
ذکر کیا ہے اگرچہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے یا ان کی کم

① التبیین فی اسماء المدلسین لسبط ابن العجمی (المتوفی ۸۴۱) ص: ۶۵ ناشر دار

الکتب العلمیۃ بیروت

تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی مثال جیسے  
امام زہری سلیمان الأعمش..... اور سفیان ثوری

۴- علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) سے:

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الثانية من احتمال الأئمة تدليسه وأخرجوا له في الصحيح لأمانته

وقلة تدليسه في جنب ما روى كالثوري ❶

مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۵- محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی (متوفی ۱۱۸۲) سے:

امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وقد قال الحافظ ابن حجر المدلسون الذين خرج حديثهم في

الصحيحين ليسوا في مرتبة واحدة في ذلك بل هم على مراتب:

الأولى: من لم يوصف بذلك إلا نادرا وغالب رواياتهم مصرحة

بالسماع..... الثانية: من أكثر الأئمة من أخراج حديثه إما لأمانته أو لكونه

قليل التدليس في جنب ما روى من الحديث الكثير أو أنه كان لا يدلّس

إلا عن ثقة. فمن هذا الضرب..... قال و سفیان الثوری ❷

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

❶ طبقات المدلسین لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ص: ۱۳ ناشر مکتبۃ

المنار - عمان ❷ توضیح الافکار لامیر الیمانی (متوفی ۱۱۸۲) ج ۱ ص: ۳۲۸

ناشر دار الكتب العلمية



۶۔ عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد (متوفی ۱۳۳۵) سے:

عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد بھی علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْخُلَاصَةُ قُلْتُ قَالَ الْحَافِظُ فِي طَبَقَاتِ الْمُدَلِّسِينَ وَهُمْ أَيْ  
الْمُدَلِّسُونَ عَلَى مَرَاتِبٍ..... الثَّانِيَةُ مَنْ اخْتَمَلَ الْإِثْمَةَ تَذْلِيلُهُ  
وَأُخْرِجُوا لَهُ فِي الصَّحِيحِ لِإِمَامِيَّتِهِ وَقَلَّةِ تَذْلِيلِهِ فِي جَنْبِ مَا رَوَى كَالثَّوْرِيِّ  
أَوْ كَانَ لَا يُدَلِّسُ إِلَّا عَنْ ثِقَةٍ كَابْنِ عُيَيْنَةَ ①

خلاصہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ حافظ طبقات المدلسین میں فرماتے ہیں کہ مدلسین کے چند طبقات ہیں ان میں سے مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۷۔ محمد صاحب گوندلوی غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۵) سے:

غیر مقلدین کے رئیس الحمد شین قدوة الصالحین استاذ الاساتذہ اور زیر علی زئی کے استاذوں کے استاذ حافظ محمد صاحب گوندلوی جس کے متعلق شیخ البانی نے کہا: [مسار آیت تحت ادیم السماء اعلم من الحافظ المحدث الجوندلوی] (مقدمہ مقالات محدث گوندلوی ص: ۳۱) وہ اپنی تائید میں آنے والی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

سوال: اس کی سند میں سفیان ہے جو مدلس ہے؟

جواب: سفیان دوسرے طبقہ کا مدلس ہے طبقات المدلسین ص: ۹۔ دوسرے طبقہ کے

① تحفۃ الاحوذی لعبد الرحمان مبارکپوری (المتوفی ۱۳۳۵) ج ۱ ص: ۳۲ ناشر

دار الکتب العلمیۃ بیروت

متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے ائمہ حدیث نے ان کی تدلیس برداشت کی ہے اور ان کی حدیث صحیح سمجھی ہے کیونکہ یہ لوگ امام تھے اور تدلیس کم کرتے تھے جیسے امام ثوری ہیں۔ ①

۸۔ محبت اللہ شاہ راشدی غیر مقلد (متوفی ۱۳۱۵) سے:

غیر مقلدین کے محدث العصر محبت اللہ شاہ راشدی زیر علی زئی کے استاذ جس کے متعلق زیر علی زئی یہ القاب لکھتے ہیں: [کان فرید عصره وقیع دهره ونسیج وحده وامام وقته] (دیکھیے: تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات ج ۲ ص ۴۹۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ) یہ لکھتے ہیں:

محترم دوست (زیر علی زئی) ابتداء میں (میرے متعلق) تحریر فرماتے ہیں: اور پھر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب طبقات المدلسین سے ثابت کیا کہ امام سفیان ثوری اور امام سلیمان بن مہران الأعمش مرتبہ ثانیہ کے مدلسین ہیں جن کا عنعنہ بھی قابل قبول ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ امام سفیان ثوری کے متعلق تو بلاشبہ میں نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ طبقات المدلسین مؤلف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ میں یہ مرتبہ ثانیہ میں مذکور ہے۔ لہذا اس کا عنعنہ مقبول ہے۔ ②

فائدہ: ماجری یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتے پہننے سے منع فرمایا اس روایت کی سند میں سفیان ثوری واقع ہیں اور وہ اپنے استاذ عبداللہ بن دینار سے اس روایت کو عن کے ساتھ نقل کرتے ہیں تو باوجود اس کے اس روایت کو شارحہ کے ایک عالم شیخ عبدالرؤف نے صحیح قرار دیا تو کراچی کے ایک غیر مقلد عالم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی نے اس حدیث کو ضعیف لکھا تو غیر مقلدین کے اس محدث العصر محبت اللہ راشدی نے دامانوی کا

① خیر الکلام محمد گوندلوی ص ۲۱۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ

② مقالات راشدیہ لمحبت اللہ شاہ راشدی ج ۱ ص ۳۰۵ ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور

رو لکھا اور اس حدیث کو صحیح ثابت کیا پھر زبیر علی زئی نے اپنے استاذ محبت اللہ شاہ کا رو لکھا کہ یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے تو محبت اللہ شاہ نے اپنے شاگرد زبیر علی زئی کے رد میں یہ مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔

۹۔ بدیع الدین شاہ غیر مقلد (متوفی ۱۴۱۶) سے:

غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم بقول ثناء اللہ امرتسری امام الجرح والتعديل [دیکھیے: مقدمہ خطبات راشدیہ از عبد اللہ ناصر رحمانی] شاہ بدیع الدین شاہ راشدی اپنی تائید میں آنے والی ایک روایت کے متعلق کہتے ہیں:

اگر کوئی کہے کہ اس کی سند میں سفیان ثوری واقع ہیں اور وہ مدلس ہیں تو اس کا جواب دو طرح سے ہے:

اولاً: یہ کہ سفیان ثوری طبقہ اولیٰ کے مدلسین میں سے ہیں اور بقاعدہ محدثین ان کی تدلیس مقبول ہوگی چاہے سماع کی تصریح نہ بھی کریں ملاحظہ ہو طبقات المدلسین لابن حجر ❶ اور یہی موصوف اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

سوال: سفیان ثوری مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے؟

جواب: اولاً: اس کی عنعن بوجہ مرتبہ ثانیہ ہونے کے معتبر ہے قال ابن حجر فی طبقات

المدلسین ص: ۲۔ ❷

۱۰۔ شیخ حماد الانصاری (متوفی ۱۴۱۸) سے:

بلاد عرب کے شیخ حماد الانصاری لکھتے ہیں:

ثانیا: من احتمل الأئمة تدلیسه وخرّجوا له فی الصحيح وإن لم

❶ خطبات راشدیہ لبديع الدین شاہ راشدی ص: ۲۶ ناشر جمعیت اہل حدیث سندھ ❷ نشاط العبد

بجھر ربنا ولك الحمد لبديع الدین شاہ راشدی ص: ۱۸ ناشر مکتبہ دعوة السلفية



یصرح بالسماع، وذلك لواحد من أسباب ثلاثة: إما لإمامته وإما لقلته  
تدليسه في جنب ما روى وإما لأنه لا يدلّس إلا عن ثقة، كالزهري  
وسليمان الأعمش وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان  
التيامي وحמיד الطويل والحكم بن عتيبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريح

### والتوري ①

مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث  
کو صحیح میں نکالا ہے اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ بھی کریں یہ ان کی امامت یا قلت تدلیس یا اس  
وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے جیسے زہری..... اور ثوری

### ۱۱- ناصر الدین البانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۲۰) سے:

شیخ ناصر الدین البانی بھی علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں:

زكريا بن أبي زائدة قلت وهو ثقة، ولكنه كان يدلّس، وقد عنعنه  
عندهم جميعاً! لكنه يبدو أنه قليل التدليس، ولذلك أوردته الحافظ في  
المرتبة الثانية من رسالته طبقات المدلسين وهي المرتبة التي يورد فيها  
من احتمال الأئمة تدليسه، أخرجه في "الصحيح" لإمامته وقلة

### تدليسه في جنب ما روى كالثوري ②

میں کہتا ہوں کہ زکریا بن ابی زائدہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے اور اس نے یہ روایت  
معنعن نقل کی ہے لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ کم تدلیس کرتا ہے اس لیے حافظ نے اس کو طبقہ

① التدليس والمدلسون للشيخ حماد بن محمد الانصاري (المتوفى ۱۴۱۸) ج ۲ ص: ۹۴

ناشر مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ② سلسلة الاحاديث الصحيحة

لناصر الدين الباني (متوفى ۱۴۲۰) ج ۴ ص: ۲۰۹ ناشر مكتبة المعارف - الرياض

عانیہ میں ذکر کیا ہے اور وہ وہ طبقہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۱۲۔ شیخ عثیمین (متوفی ۱۴۲۱) سے:

بلاد عرب کے شیخ محمد بن صالح العثیمین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد رتبهم الحافظ إلى خمس مراتب:..... الثانية - من احتمال الأئمة تدليسه، وأخرجوا له في "الصحيح" لإمامته، وقلة تدليسه في

جنب ماروى؛ كسفيان الثوري ①

حافظ (ابن حجر) نے مدلسین کو پانچ طبقات میں مرتب کیا ہے (فرماتے ہیں) مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے سفیان ثوری۔

۱۳۔ شیخ مسفر بن غرم اللہ سے:

بلاد عرب کے شیخ مسفر بن غرم اللہ الدینی لکھتے ہیں:

(سفیان الثوري) وقد جعله الحافظ في المرتبة الثانية لامامته وقلة

تدليسه و تخريج حديثه في الصحيحين ②

سفیان ثوری کو حافظ ابن حجر نے اس کی امامت اور قلت تدلیس اور اس کی حدیث صحیحین میں ہونے کی وجہ سے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

۱۴۔ یحییٰ گوندلوی (متوفی ۲۰۰۹ ع) غیر مقلد سے:

یحییٰ گوندلوی لکھتے ہیں:

① مصطلح الحديث لمحمد بن صالح العثيمين (المتوفى ۱۴۲۱) ص: ۱۵

ناشر مكتبة العلم القاهرة ② تدليس في الحديث للشيخ مسفر بن غرم الله ص: ۲۶۶

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

سفیان الثوری الامام المشهور الفقیہ العابد الحافظ الکبیر وصفه

النسائی وغیره بالتدلیس وقال البخاری ما اقل تدلیسه. ①

امام سفیان ثوری مشہور امام فقیہ عابد اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا اور امام بخاری نے فرمایا ان کی تدلیس بہت کم ہے۔ حافظ ابن حجر نے مدلسین کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے، دیکھیے:

اور دوسرے طبقے کی خود ہی وضاحت فرمادی:

الثانیة من احتمل الأئمة تدلیسه، وأخر جواله فی "الصحيح؛

لإمامته، وقلة تدلیسه فی جنب ما روی؛ کسفیان الثوری او کان لا یدلس الا عن ثقة کابن عیینة.

دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے ان کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقے میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عیینہ حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا ہے کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ ②

۱۵- شیخ ابو محمد امین اللہ پشاورى غیر مقلد (معاصر) سے:

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث امین اللہ پشاورى حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدین والی روایت پر ناقدین کی طرف سے یہ اعتراض (کہ سفیان ثوری مدلس

① طبقات المدلسین ص: ۳۲ ② خیر البراہین فی الجہر باتا میں الحی گوندلوی ص ۲۶: ۲۵



ہے اور یہاں وہ اس روایت کو عن کے ساتھ بیان کر رہے ہیں (نقل کر کے ناقدین کا یوں رد کرتے ہیں:

اجیب عنہ بان سفیان ممن یقبل تدلیسہ کما ذکر ذالک ابن حجر  
والمبار کفوری ..... والممدلسون علی خمس مراتب: المرتبة  
الاولی ..... المرتبة الثانية من احتمال الاثمة تدلیسہ و آخر جوالہ  
فی الصحیح لامامته وقلة تدلیسہ فی جنب ماروی کالثوری ①

اس اعتراض کا جواب یہ دیا جائے گا کہ سفیان ان مدلسین میں سے ہے جس کی تدلیس کو قبول کیا جاتا ہے جیسے کہ ابن حجر اور مبارکپوری نے ذکر کیا ہے ..... (ابن حجر) نے کہا ہے کہ مدلسین کے پانچ طبقات ہیں ان میں دوسرا طبقہ ان مدلسین کا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی روایت کو اپنی صحیح میں لایا ہے ان کی امامت اور کم تدلیس کی وجہ سے اس کی مثال ہے سفیان ثوری۔

۱۶- شیخ ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد سے:

شیخ ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲) نے کہا:

الثانية من احتمال الأئمة تدلیسہ، وأخر جوالہ فی "الصحیح";

لإمامته، وقلة تدلیسہ فی جنب ماروی؛ کسفیان الثوری ②

دوسرا طبقہ مدلسین کا جن کی تدلیس کو محدثین نے برداشت کیا ہے اور ان کی احادیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان کی امامت اور ان کی مرویات میں قلت تدلیس کی وجہ سے، جیسے امام ثوری ہیں۔

① فتاویٰ الدین الخالص لامین اللہ البشاوری • معاصر ج ۴ ص ۷۷ ناشر معارج کتب

خانہ بشاور ② نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں کفایت اللہ سنابلی ص ۳۳ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور

## ایک فائدہ عظیمہ:

اس کتاب پر علمائے اہل حدیث پاک و ہند میں سے ۱۵ علماء کی تقریظات موجود ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تائید و توثیق کی ہے ان پندرہ اہل علم کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

تقریظات علمائے پاکستان

- ۱- فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری
- ۲- فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف
- ۳- فضیلۃ الشیخ مولانا مبشر ربانی
- ۴- فضیلۃ الشیخ حافظ ابتسام الہی ظہیر
- ۵- فضیلۃ الشیخ مولانا داؤد ارشد
- ۶- فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رفیق طاہر
- تقریظات علمائے ہند
- ۷- فضیلۃ الشیخ مولانا عبد المعید مدنی
- ۸- فضیلۃ الشیخ مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی
- ۹- فضیلۃ الشیخ مولانا رضاء اللہ عبد الکریم مدنی
- ۱۰- فضیلۃ الشیخ مولانا عبد السلام سلفی
- ۱۱- فضیلۃ الشیخ مولانا محفوظ الرحمن فیضی
- ۱۲- فضیلۃ الشیخ مولانا شعبان بیدار صفوائی
- ۱۳- فضیلۃ الشیخ مولانا سرفراز فیضی
- ۱۴- فضیلۃ الشیخ نصیر احمد رحمانی
- ۱۵- فضیلۃ الشیخ ابو زید ضمیر۔ دیکھیے: ①

① فہرست نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکھنؤ لکھنؤ ص: ۷-۸ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور

گویا کہ مذکورہ بالا پندرہ علماء اور مصنف سمیت (۱۶ سولہ) اہل علم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ سفیان ثوری طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے اور اس کی تدلیس مقبول ہے۔

سفیان کی معنعن روایت بقول محدثین مقبول ہے۔

۱۔ علامہ ابن حزم غیر مقلد (متوفی ۴۵۶) سے:

علامہ ابن حزم غیر مقلد لکھتے ہیں:

وأما المدلس فينقسم إلى قسمين أحدهما حافظ عدل ربما أرسل حديثه وربما أسنده وربما حدث به على سبيل المذاكرة أو الفتيا أو المناظرة فلم يذكر له سنداً وربما اقتصر على ذكر بعض روايته دون بعض فهذا لا يضر ذلك سائر رواياته شيئاً لأن هذا ليس جرحه ولا غفلة..... وسواء قال أخبرنا فلان أو قال عن فلان أو قال فلان عن فلان كل ذلك واجب قبوله ما لم يتيقن أنه أورد حديثاً بعينه إيراداً غير مسند..... وهذا النوع منهم كان جلة أصحاب الحديث وأئمة المسلمين كالحسن البصري وأبى إسحاق السبيعي وقتادة بن دعامة وعمرو بن دينار وسليمان الأعمش وأبى الزبير وسفيان الثوري وسفيان بن عيينة ①

مدلس راوی کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم ان مدلسین کی ہے جو حافظ اور عادل ہوتا ہے کبھی روایت کو مرسل نقل کرتا ہے کبھی مسند اور کبھی بطور مذاکرہ کے اس کو بیان کرتا ہے کبھی بطور فتویٰ کے اور کبھی بطور مناظرے کے اور کبھی روایت کے بعض راویوں کو ذکر کرتا ہے سوائے بعض کے یہ چیز اس مدلس کے تمام روایات کو کوئی نقصان نہیں دے گی کیونکہ یہ

① الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم (المتوفی ۴۵۶) ج ۱ ص ۱۴۱ ناشر دار

الآفاق الجدیدہ بیروت



جرح ہی نہیں ہے برابر ہے کہ وہ خبر بنا کہے یا عن فلان کہے ہر حال میں اس کی حدیث کو نقل کرنا واجب ہے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے فلاں روایت بغیر سند کے نقل کی ہے..... اور اس قسم کے بڑے بڑے محدثین اور ائمہ گذرے ہیں جیسے حسن بصری سفیان ثوری۔

۲- علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲) سے:

حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ شَيْخُنَا مِنْ إِطْلَاقِ تَخْرِيجِ أَصْحَابِ الصَّحِيحِ لِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ، حَيْثُ جَعَلَ مِنْهُمْ قِسْمًا احْتَمَلَ الْأَيْمَةَ تَدْلِيسَهُ، وَخَرَجُوا لَهُ فِي الصَّحِيحِ لِإِمَامَتِهِ، وَقَلَّةٌ تَدْلِيسُهُ فِي جَنْبِ مَا رَوَى كَالثَّوْرِيِّ ①

ہمارے شیخ نے مدلسین کی ایک ایسی قسم بتائی ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے چہ سفیان ثوری۔

۳- شیخ طاہر الجزائری (متوفی ۱۳۳۸) سے:

شیخ طاہر الجزائری بھی ابن حزم کے گذشتہ قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَعَرَّضَ ابْنُ حَزْمٍ لَذِكْرِ التَّدْلِيسِ فِي كِتَابِ الْإِحْكَامِ فَقَالَ فِي

فَصْلِ مَنْ يُلْزَمُ قَبُولَ نَقْلِهِ الْأَخْبَارَ وَأَمَّا الْمَدْلَسُ فَيَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ

أَحَدُهُمَا حَافِظٌ عَدْلٌ رُبَّمَا أُرْسِلَ حَدِيثُهُ وَرُبَّمَا أُسْنَدُهُ وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ عَلَى سَبِيلِ الْمَذَاكِرَةِ أَوْ الْفِتْيَا أَوْ الْمُنَاطَرَةِ فَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ سِنْدًا وَرُبَّمَا اقْتَصَرَ عَلَى ذِكْرِ بَعْضِ رَوَاتِهِ دُونَ بَعْضٍ فَهَذَا لَا يَضُرُّ سَائِرَ رَوَايَاتِهِ شَيْئًا لِأَنَّ هَذَا

① فتح المغیث للسخاوی (متوفی ۹۰۲) ج ۱ ص: ۲۳۳ ناشر مکتب السنة - مصر

لَيْسَ جَرَحُهُ وَلَا غَفْلَةٌ..... وَسَوَاءَ قَالَ أَخْبَرَنَا فَلَانٌ أَوْ قَالَ عَنْ فَلَانٍ أَوْ  
 قَالَ فَلَانٌ عَنْ فَلَانٍ كُلِّ ذَلِكَ وَاجِبٌ قَبُولُهُ مَا لَمْ يَتَيَقَّنْ أَنَّهُ أورد حَدِيثًا بِعَيْنِهِ  
 إيراداً غير مُسند..... وَهَذَا النُّوعُ مِنْهُ كَانَ جِلَّةُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ  
 وَأئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ كَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَأَبِي إِسْحَاقَ السَّبْعِيِّ وَقَتَادَةَ بْنِ  
 دَعَامَةَ وَعَمْرُو بْنَ دِينَارٍ وَسَلِيمَانَ الْأَعْمَشَ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ ❶

ابن حزم نے اپنی کتاب الاحکام میں کہا ہے مدلس راوی کی دو قسمیں ہیں ان میں سے  
 ایک قسم ان مدلسین کی ہے جو حافظ اور عادل ہوتا ہے کبھی روایت کو مرسل نقل کرتا ہے کبھی  
 مسند اور کبھی بطور مذاکرہ کے اس کو بیان کرتا ہے کبھی بطور فتویٰ کے اور کبھی بطور مناظرے  
 کے اور کبھی روایت کے بعض راویوں کو ذکر کرتا ہے سوائے بعض کے یہ چیز اس مدلس کے  
 تمام روایات کو کوئی نقصان نہیں دے گی کیونکہ یہ جرح ہی نہیں ہے برابر ہے کہ وہ خبرنا کہے یا  
 عن فلان کہے ہر حال میں اس کی حدیث کو قبول کرنا واجب ہے جب تک یہ یقین نہ  
 ہو جائے کہ اس نے فلاں روایت بغیر سند کے نقل کی ہے..... اور اس قسم کے بڑے  
 بڑے محدثین اور ائمہ گذرے ہیں جیسے حسن بصری..... سفیان ثوری۔

❶ توجیہ النظر الی اصول اہل الاثر لطاھر بن صالح الجزائری (المتوفی ۱۳۳۸ھ)

## سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہیں

۲- ابوزرعة رازی (متوفی ۲۶۴) سے:

۲- ابوحاتم محمد بن ادريس الرازی (متوفی ۲۷۷) سے:

أَبِي وَأَبَا زُرْعَةَ عَنْ حَدِيثِ رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَفْصِ بْنِ غُبَيْدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَثَمٍ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ النَّبِيِّ (ص) قَالَ: (الْصَّدَقَةُ تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ) قَالَا: هَذَا خَطَأٌ، رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ؛ وَهُوَ الصَّحِيحُ ①

عبارت کا خلاصہ: یہ دونوں حضرات ابوحاتم و ابوزرعة سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں۔

۳- امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵) سے:

وَرَوَى بَعْضُ هَذَا الْحَدِيثِ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَجَابِرٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِلْأَنْصَارِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ ②

عبارت کا خلاصہ: امام دارقطنی، سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کو صحیح قرار

دے رہے ہیں۔

① علل الحديث لابن أبي حاتم (المتوفى ۳۲۷) ج ۲ ص: ۵۹۲ ناشر مطابع

الحميضى ② العلل الواردة فى الاحاديث النبوية لدار قطنى (المتوفى ۳۸۵) ج ۲

ص: ۱۹۱ ناشر دار طيبة



## ۴- امام حاکم (متوفی ۴۰۵) سے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، بِالْكُوفَةِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ  
 بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَبْسِيُّ، ثنا أَبِي، ثنا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ  
 جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجَرَ يَعْنِي وَحَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ - حَجَّةَ قَرْنٍ  
 مَعَهَا عُمْرَةٌ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ ①

عبارت کا خلاصہ: امام حاکم، سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معتنع روایت کو صحیح قرار دے  
 رہے ہیں۔

## ۵- امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶) سے:

وروی ابن ابی حاتم بإسناده الصحيح عن سفیان الثوری، عن عمرو  
 بن سعید، عن أمه، قالت: قدم علينا ابن عمر مكة، فسأله ②  
 عبارت کا خلاصہ: امام نووی سفیان ثوری کی اس معتنع حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

## ۶- حضرت علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸) سے:

وَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ فِي بَابِ كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى  
 الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ عِيدِهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ؛ وَالتَّشْبِهِ بِهِمْ يَوْمَ نِيَرُوزِهِمْ  
 وَمَهْرَجَانِهِمْ - عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ:  
 قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَعْلَمُوا رِطَانَةَ الْأَعَاجِمِ وَلَا تَدْخُلُوا

① مستدرک حاکم لابن عبد اللہ الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج ۱ ص ۶۴۲ ناشر دار  
 الكتب العلمية بيروت ② تهذيب الاسماء واللغات للنووی (المتوفی ۶۲۶) ج ۱  
 ص: ۱۳۳ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

عَلَى الْمُشْرِكِينَ فِي كَنَانِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ فَإِنَّ السُّحُطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ ❶  
 عبارت کا خلاصہ: ابن تیمیہ سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۷۔ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے:

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ  
 عَامِرٍ، أَنَبَا سَفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ ذَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ  
 قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَى الْكُسْبِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:  
 كُسْبٌ مَبْرُورٌ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ❷

(التعليق - من تلخيص الذهبي) صحيح

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ ذہبی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے  
 رہے ہیں۔

۸۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

قال عبد الرزاق عن الثوري عن زياد بن علاقة عن بشر بن قيس،  
 قال: كنا عند عمر في رمضان فأفطرنا ثم ظهر أن الشمس لم تغرب فقال  
 عمر: من أفطر فليقض يوما مكانه، إسناده صحيح. ❸

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو  
 صحیح قرار دے رہے ہیں۔

❶ مجموع الفتاوى لابن تيمية (المتوفى ۷۲۸) ج ۲۵ ص: ۳۲۵ ناشر مجمع الملك

فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية

❷ مستدرک حاکم لابن عبد اللہ الحاکم (المتوفى ۴۰۵) ج ۲ ص: ۱۲ ناشر دار

الکتب العلمیة بیروت ❸ الاصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر عسقلانی (متوفى

۸۵۲) ج ۱ ص: ۴۷۰ ناشر دار الکتب العلمیة

۹۔ علامہ محمد بن احمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳) سے:

وقال عبد الرزاق عن سفیان الثوری عن سلمة بن كهیل قال: حلف طائوس، ما طاف أحد من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لحجته وعمرته إلا طوافاً واحداً. قال الحافظ ابن حجر: وهذا إسناد صحيح. ①

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ ابن حجر کے حوالے سے سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۱۰۔ ارشاد الحق اثری غیر مقلد سے:

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ ثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ كَمَا يُدْرِكُ النَّاسُ. إِسْنَادُهُ حَسَنٌ ②

عبارت کا مفہوم: ارشاد الحق اثری سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کے متعلق لکھتے یہ حدیث حسن ہے۔

تنبیہ: اگر ہم اس طرح کے اقوال محدثین مزید نقل کرنا چاہیں تو بفضلہ تعالیٰ نقل کر سکتے ہیں لیکن اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان دس محدثین کے اقوال پر اکتفا کرتے ہیں۔

سفیان ثوری قلیل التدلیس ہے

سفیان ثوری قلیل التدلیس ہے اور قلیل التدلیس راوی کی معنعن روایت محدثین کے

① ارشاد الساری لاحمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳) ج ۳ ص: ۱۸۳ ناشر المطبعة الكبرى الاميرية ② مسند السراج بتحقیق ارشاد الحق اثری ص: ۷۱

ناشر إدارة العلوم الأثرية فیصل آباد - پاکستان



ہاں مقبول ہوتی ہے۔ جیسے کہ ہندستان کے ایک غیر مقلد عالم فضیلتہ الشیخ کفایت اللہ سناہلی  
اولاً سفیان ثوری کے قلیل التذلیس ہونے پر محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں اور بعد میں  
ان محدثین کے اقوال نقل کر کے جنہوں نے کہا کہ قلیل التذلیس کی معنعن روایت قبول ہوتی  
ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ سفیان ثوری کی معنعن روایات مقبول ہیں: چنانچہ اس کی  
اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اب ہم ان دیگر ائمہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں جنہوں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی  
تذلیس کی کثرت کی نفی کی ہے یعنی انہیں قلیل التذلیس بتلایا ہے۔

۱- چنانچہ امام علائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۱) نے کہا ہے:

سفیان بن سعید الثوری الامام المشہور تقدم انه يدلّس ولكن ليس

بالکثیر ①

سفیان بن سعید الثوری مشہور امام ہیں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ تذلیس کرتے ہیں  
لیکن زیادہ نہیں،

۲- امام ولی الدین ابن عراقی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۲۶) نے کہا:

سفیان بن سعید الثوری الامام المشہور يدلّس ولكن ليس بالکثیر ②

سفیان بن سعید ثوری مشہور امام ہیں یہ تذلیس کرتے ہیں لیکن زیادہ نہیں۔

۳- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) نے کہا:

الثانية من احتمال الأئمة تدليسہ، وأخرجوا له فی "الصحيح"

لإمامته، وقلة تدليسہ فی جنب ما روى؛ كسفیان الثوری ③

حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲) نے کہا: دوسرا طبقہ مدلسین کا جن کی تذلیس کو محدثین

① (جامع التحصيل للعلائی ص: ۱۸۶) ② (تحفة التحصيل فی ذکر رواة المراسیل

ص: ۱۳۰) ③ طبقات المدلسین لابن حجر ص: ۱۳

نے برداشت کیا ہے اور ان کی احادیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان کی امامت اور ان کی مرویات میں قلت تدلیس کی وجہ سے، جیسے امام ثوری ہیں۔

دوسری جگہ کہا:

وكان ربما دلس (سفیان ثوری) کبھی کبھار تدلیس کرتے تھے۔ ❶

قلیل التدلیس مدلس کا عنعنہ بالاتفاق مقبول ہوتا ہے۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ائمہ و محدثین نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو قلیل التدلیس بتلایا ہے اور ان سے کثرت تدلیس کی نفی کی ہے لہذا جب یہ قلیل التدلیس تو ان کا عنعنہ مقبول ہے۔.....

### محدثین کے اقوال

اب ذیل میں محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱- امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴) مدلس کے بارے میں فرماتے ہیں:

إذا كان الغالب عليه التدليس فلا حتى يقول حدثنا ❷

جب تدلیس اس پر غالب آجائے تب تو وہ حجت نہیں یہاں تک کہ وہ تحدیث (سماع

کی صراحت کرے)

امام علی بن مدینی کا یہ قول اس سلسلے میں بہت ہی واضح اور صریح ہے کہ ہر مدلس کا عنعنہ رد نہیں ہوگا بلکہ صرف کثیر التدلیس مدلس ہی کا عنعنہ رد ہوگا اور قلیل التدلیس مدلس کا عنعنہ مقبول ہوگا۔

۲- امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶) فرماتے ہیں:

❶ تقرب التهذيب لابن حجر (رقم ۲۴۴)

❷ الكفاية للبغدادی (ج ۲ ص: ۳۸۷) اسنادہ صحیح





بالآخر لکھتے ہیں:

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ قلیل التذلیس ہیں لہذا ان کا عنعنہ مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ سفیان ثوری کی احادیث کو ائمہ نقد جب ضعیف کہتے ہیں تو سفیان ثوری کی عنعنہ کو علت نہیں بناتے بلکہ دیگر علل کی بنیاد پر اس کی تضعیف کرتے ہیں۔ ①

اس حدیث کی سند پر وارد ہونے والے کچھ مغالطے

مغالطہ نمبر ۱۔

محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ حدیث ابن مسعود کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور عاصم بن کلیب تفرّد کی صورت میں قابل احتجاج نہیں میزان میں ہے [قال ابن المدینی لا یحتج بما انفرد به] چنانچہ ابن عبد البر بھی تمہید میں لکھتے ہیں یہ حدیث بوجہ تفرّد عاصم ضعیف ہے۔ ② جواب: عاصم بن کلیب جمہور محدثین کے ہاں ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

عن احمد لا بأس بحديثه وقال ابن معين والنسائي ثقة وقال أبو حاتم صالح وقال الآجری قلت لأبی داود عاصم بن کلیب بن من قال ابن شهاب كان من العباد وذكر من فضله قلت كان مرجئا قال لا أدري وقال فی موضع آخر كان أفضل أهل الكوفة و..... وذكره ابن حبان فی الثقات..... وقال ابن شاهین فی الثقات قال أحمد بن صالح المصري يعد من وجوه الكوفيين الثقات وفي موضع آخر هو ثقة مأمون..... وقال ابن سعد كان ثقة یحتج به ③

① نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکھنوی ص: ۳۶۷ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور ② مسئلہ رفع الیدین پر محققانہ نظر محمد گوندلوی (متوفی ۱۴۰۵) ص: ۱۱۳ ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور ③ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ۵ ص: ۵۵ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامية

وَأَمَّا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ وَأَبُوهُ فَثِقَتَانِ ❶

عَاصِمٌ مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ ❷

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ الْكُوفِيِّ، وَهُوَ ثِقَةٌ ❸

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ الْجَرْمِيِّ: ثِقَةٌ يَحْتَجُّ بِهِ ❹

وَعَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ ثِقَةٌ ❺

حَافِظُ زَبِيرٍ عَلَى زَنَى لَكَهْتُمْ فِيهِ:

اس سند میں عاصم بن کلیب اور ان کے والد کلیب دونوں جمہور محدثین کے نزدیک

ثقة وصدق ہیں۔ ❶

امام بخاری نے عاصم بن کلیب کی روایت کو صحیح البخاری میں تعلیقاً نقل فرمایا ہے:

وَقَالَ عَاصِمٌ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قُلْتُ: لِعَلِّي: مَا الْقَسِيَّةُ؟ قَالَ: نَبَاتٌ

أَتَتْهُ مِنَ الشَّامِ، أَوْ مِنْ مِصْرَ، مُضْلَعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَفِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِ ❷

زبیر علی زنی ایک راوی کے متعلق لکھتے ہیں:

امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل سے اپنی صحیح بخاری میں تعلیقاً روایت لی ہے لہذا وہ

ان کے نزدیک صحیح الحدیث (ثقة وصدق) ہیں۔ ❸

❶ بیان الوهم والایهام لابن القطان (متوفی ۶۲۸) ج ۵ ص: ۳۹۳ ناشر دار طيبة ریاض

❷ البدر المنیر لابن الملقن (متوفی ۸۰۴) ج ۵ ص: ۲۹۶ ناشر دار الهجرة ریاض

❸ سلسلة الاحادیث الصحيحة لناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰) ج ۳ ص: ۲۵۹ ناشر

مکتبة المعارف ریاض ❹ حاشیة تفسیر الطبری لاحمد محمد شاکر (متوفی ۱۳۷۰) ج ۱

ص ۴۸۴ ص: ناشر مؤسسه الرسالة ❺ شرح علل الترمذی لوزین الدین البمشقی (متوفی

۷۹۵) ج ۲ ص: ۸۷۴ ناشر مکتبه المنار ❶ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص: ۲۷-۲۸ ناشر

مکتبه اسلامیہ ❷ صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج ۷

ص ۱۵۱ ناشر دار طوق النجاة ❸ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص: ۲۳ ناشر مکتبه اسلامیہ

زیر علی زئی لکھتے ہیں:

(عاصم بن کلیب) صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ ①

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِيِّ، وَالْمِشْرِقَةِ الْحُمْرَاءِ، وَأَنَّ الْبَسَّ خَاتَمِي فِي هَذِهِ وَفِي هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ②

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ الْعَدْلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ رَأَهُمْ يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ: هَذَا مِمَّا أَوْرَثَكُمْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ③

(التعليق - من تلخيص الذهبي) صحیح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنُ زَكْرِيَّا حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ بِهِذَا وَقَالَ: فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهِذَا وَوَضَعَ الْكُفَّيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ. هَذَا إِسْنَادٌ ثَابِتٌ صَحِيحٌ ④

① نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۱۳۰ ناشر مکتبہ اسلامیہ

② سنن الترمذی لابی عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۳ ص: ۳۰۱ ناشر دار

الغرب الاسلامی ③ مستدرک للحاکم (متوفی ۴۰۵) ج ۲ ص: ۲۹۷ ناشر دار

الکتب العلمیہ ④ سنن الدار قطنی للامام الدار قطنی (متوفی ۳۸۵) ج ۲ ص: ۱۳۷

ناشر مؤسسة الرسالة



## ان تمام عبارات کا خلاصہ

- ۱- امام احمد فرماتے ہیں اس میں کوئی خرابی نہیں۔
- ۲- یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے۔
- ۳- نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔
- ۴- ابو حاتم نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے۔
- ۵- ابو داؤد نے اس کی فضیلت بیان کی۔
- ۶- ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا۔
- ۷- ابن شاہین نے اس کو ثقات میں ذکر کیا۔
- ۸- احمد بن صالح مصری نے کہا ثقہ اور محفوظ ہے۔
- ۹- ابن سعد نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔
- ۱۰- ابن القطان فاسی نے کہا یہ ثقہ ہے۔
- ۱۱- ابن الملقن نے کہا ثقہ ہے۔
- ۱۲- ناصر الدین البانی غیر مقلد نے کہا یہ ثقہ ہے۔
- ۱۳- احمد محمد شاہ کریم غیر مقلد نے کہا ثقہ ہے۔
- ۱۴- زین الدین دمشقی نے کہا ثقہ ہے۔
- ۱۵- زبیر علی زئی غیر مقلد نے کہا یہ ثقہ ہے۔
- ۱۶- (زبیر صاحب کے اصول کے مطابق) امام بخاری کے ہاں ثقہ و صدوق ہے۔
- ۱۷- (زبیر صاحب کے اصول کے مطابق) امام مسلم کے ہاں ثقہ ہے و صدوق ہے۔
- ۱۸- امام حاکم کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔
- ۱۹- حضرت علامہ ذہبی کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔

۲۰۔ امام دارقطنی کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔

تنبیہ: اگر ہم اس طرح کی توثیقات لکھتے جائیں تو میرے گمان میں کم از کم پچاس تو لکھی جاسکتی ہیں لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اور جہاں تک تعلق ہے علی بن مدینی کی اس جرح کا کہ عاصم حالت انفراد میں حجت نہیں ہے تو یہ جرح بقول محمد صاحب گوندلوی کے غیر مفسر ہے اس لیے مردود ہے چنانچہ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

محمد بن اسحاق پر جو جرحیں ہیں ان میں سے بعض غیر مفسر ہیں..... غیر مفسر جرحیں مندرجہ ذیل ہیں..... جب منفرد ہو تو حجت نہیں..... یہ سب جرحیں مبہم غیر مفسر ہیں اور مبہم جرح توثیق کے بعد مقبول نہیں ہوتی۔ ①

حیرت کی بات ہے کہ جب گوندلوی صاحب کے پسندیدہ راوی محمد بن اسحاق پر حالت انفراد میں حجت نہ ہونے کی جرح ہو رہی ہے تو وہ غیر مفسر اور غیر مقبول بن جاتی ہے لیکن جب وہی جرح عاصم بن کلیب پر ہوتی ہے تو گوندلوی صاحب کے نزدیک مفسر اور مقبول بن جاتی ہے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

مغالطہ نمبر ۲۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حاکم نیشاپوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو (یعنی سفیان ثوری کو) طبقہ ثالثہ میں

ذکر کیا ہے؟ ②

حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی

میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔ ③

① خیر الکلام محمد گوندلوی (متوفی ۱۴۰۵) ص: ۱۵۸ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور ② معرفة علوم الحدید

ص: ۱۰۶ و جامع التحصیل ص: ۹۹ ③ نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

جواب: زیر علی زنی صاحب کی یہ عبارت غلط فہمی پر مشتمل ہے امام حاکم نے اس عبارت کے تحت سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا درجہ نہیں بتایا ہے۔

ماجزی دراصل یہ ہے کہ امام حاکم نے جب طبقہ ثالثہ کا بحث شروع فرمایا تو کہا کہ طبقہ ثالثہ کے مدلسین وہ ہیں جو مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں پھر ان مدلسین کی کچھ مثالیں پیش فرمائیں آگے چل کر ایک فائدہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ کچھ محدثین ایسے ہیں جو مجہولین سے روایت کرتے ہیں جیسے سفیان ثوری وغیرہ اور اسی طرح شعبۂ بن الحجاج وغیرہ تو بسا اوقات روایت عن المجہولین کو طالب علم حدیث جرح سمجھتا ہے حالانکہ یہ جرح نہیں۔

گویا کہ امام حاکم کی یہ عبارت جواب ہے سوال مقدار کا وہ سوال یہ ہے کہ آپ نے کہا وہ راوی جو مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں ان کی وہ روایات غیر مقبول ہوں گی پھر تو بہت سارے راوی ایسے بھی جو مجہولین سے روایت کرتے ہیں جیسے سفیان ثوری شعبۂ بن الحجاج وغیرہ؟ تو امام حاکم نے جواب دیا کہ روایت عن المجہولین کوئی جرح و عیب نہیں ہے لہذا روایت عن المجہولین کرنے والے راویوں کی روایت مقبول ہوگی۔

اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَدْ رَوَى جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَثَمَةِ، عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ فَمِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، رَوَى عَنْ أَبِي هَمَّامٍ السَّكُونِيُّ، وَأَبِي مِسْكِينٍ وَأَبِي خَالِدٍ الطَّائِي، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَجْهُولِينَ مِمَّنْ لَمْ يَقِفْ عَلَى أَسْمَائِهِمْ غَيْرَ أَبِي هَمَّامٍ، فَإِنَّهُ الْوَلِيدُ بْنُ قَيْسٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ، فَأَمَّا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَحَدَّثَ عَنْ خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ لَا يُوقَفُ عَلَى أَنْسَابِهِمْ، وَلَا عَدَالَتِهِمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا حَدَّثَ بَقِيَّةُ عَنِ الْمَشْهُورِينَ فَرِوَايَاتُهُ مَقْبُولَةٌ، وَإِذَا حَدَّثَ عَنِ الْمَجْهُولِينَ فَغَيْرُ مَقْبُولَةٍ، وَعِيسَى بْنُ مُوسَى التِّيمِيُّ الْبَخَارِيُّ الْمُلَقَّبُ بِغُنْجَارٍ شَيْخٌ فِي نَفْسِهِ



بِقَبْلِهِ مَقْبُولٌ، قَدْ اخْتَجَّ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّحِيحِ  
غَيْرَ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَكْثَرِ مِنْ مِائَةِ شَيْخٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ لَا يُعْرِفُونَ بِأَحَادِيثِ  
مَنْ كَبُرَ، وَرُبَّمَا تَوَهَّمُ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّهُ بِجَرَحٍ فِيهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ ❶

قارئین کرام امید ہے آپ امام حاکم کی عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ گئے ہونگے اس  
عبارت میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ امام حاکم اس عبارت میں فرماتے ہیں [وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ  
بْنُ الْحَجَّاجِ] اور سفیان ثوری کی طرح ہیں شعبۃ بن الحجاج یعنی جس طرح سفیان ثوری  
مجہولین سے روایت کرتے ہیں اسی طرح شعبۃ بن الحجاج بھی مجہولین سے روایت کرتے ہیں  
اب اگر بقول زبیر علی صاحب کے سفیان ثوری اس عبارت سے طبقہ ثالثہ کے مدلس ثابت  
ہو گئے تو شعبۃ بن الحجاج بھی طبقہ ثالثہ کے مدلس ثابت ہونگے حالانکہ شعبۃ بن الحجاج  
بالاتفاق طبقہ ثالثہ کا مدلس تو درکنار صرف مدلس بھی نہیں ہے چنانچہ اس کا مشہور مقولہ ہے  
[لَا اِزْنِي اِحِبُّ اِلَى مَنْ اِنْ اِدْلَسَ] یعنی تدلیس میرے نزدیک زنا سے زیادہ بری چیز  
ہے تو جب اس عبارت سے شعبۃ بن الحجاج کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت ہونا ناممکن ہے تو اسی  
عبارت سے سفیان ثوری کا بھی طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت ہونا ناممکن ہے کیونکہ امام حاکم نے  
دونوں پر ایک جیسا حکم لگایا ہے تو یاد دونوں کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ماننا پڑے گا یا دونوں کو نہیں۔ اور  
جب غیر مقلدین اس عبارت سے شعبۃ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ماننے پر ہرگز تیار نہیں ہو سکتے تو  
احناف بھی اس عبارت سے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کے ماننے پر ہرگز تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔

ایک لطیفہ:

میں نے کسی زمانے میں زبیر صاحب کو فون کیا تھا۔ میں نے کہا آپ نے نور العینین  
میں معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے حالانکہ  
اس عبارت میں تو یہ بھی لکھا کہ [وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ] تو زبیر صاحب نے کہا

❶ معرفۃ علوم الحدیث للامام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) ص: ۱۰۶ ناشر دار الکتب العلمیۃ

شعبہ کا ذکر یہاں غلط ہے خلاصہ یہ کہ اپنے مذہب کی حمایت میں اس نے کتاب کی عبارت غلط قرار دیا لیکن اپنی غلط راوی کو نہیں بدلا جیسے کسی نے کہا ہے:  
خود بدلے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں۔

نیز شعبہ کا ذکر اگر یہاں غلط ہو سکتا ہے تو سفیان ثوری کا ذکر بھی یہاں غلط ہو سکتا ہے۔ آخر سفیان کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس کے حق میں یہ عبارت صحیح اور شعبہ کے حق میں غلط ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

لیکن اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے اس عبارت کو سفیان کے حق میں صحیح بھی مان لیں تو اس عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ چیز جو سفیان میں موجود ہے یعنی روایت عن الجویلیں یہ جرح ہی نہیں ہاں طالب علم کبھی اس کو جرح سمجھتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ لہذا اس عبارت سے سفیان پر کوئی جرح ثابت نہیں ہوئی۔

فائدہ:

حافظ زبیر علی زئی صاحب کے استاذ محبت اللہ شاہ راشدی زبیر صاحب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ہمارے دوست (زبیر صاحب) اور اس کے ہمنواؤں کو اس پر اصرار ہے کہ یہاں مجاہیل سے روایت کا مطلب ان سے تدلیس ہی ہے کیونکہ یہ عبارت وہ تدلیس کے نوعی میں لائے ہیں تو پھر گزارش ہے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ امام شعبہ رحمہ اللہ بھی ضعیفاء سے تدلیس کرتے تھے حالانکہ یہ سراسر باطل ہے امام شعبہ رحمہ اللہ تدلیس عن الضعیفاء تو کجا وہ محض تدلیس سے ہی بری تھے۔ ❶

اور جہاں تک تعلق ہے زبیر صاحب کی اس بات کا کہ (حاکم نیشاپوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن

❶ مقالات راشدیہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ۱۳۱۵) ج ۱: ص ۳۱۱ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

ہجر کی بات غلط ہے۔) یہ بات خود غلط ہے کیونکہ تحقیق کے بعد واضح ہو گیا کہ ابن حجر اور حاکم کی بات میں کوئی تضاد نہیں کہ ایک کی بات کو دوسرے کی بات پر ترجیح دی جائے۔ لہذا یہ زیر صاحب کی اپنی غلط فہمی ہے۔

نیز امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مستدرک حاکم میں کئی مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایات کو صحیح اور علی شرط جاری و مسلم کہا ہے اگر امام حاکم رحمہ اللہ کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہوتے تو اس کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے لیکن جب صحیح کہا ہے تو معلوم ہو گیا کہ امام حاکم کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس نہیں لہذا امام حاکم کی اس عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا کہ سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں یہ [توجیہ القول بالایراضی بہ القائل] ہے یعنی مصنف کے قول کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس سے مصنف بھی راضی نہیں ہیں۔

اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ ممکن ہے کہ امام حاکم نے پہلے زمانے میں اس کی معنعن روایات کو صحیح کہا ہو اور معرفۃ علوم الحدیث بعد میں لکھی ہو لہذا یوں امام حاکم کا رجوع ثابت ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مستدرک حاکم کی آخری تصنیف ہے وہ اس طرح کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَبِإِنَّ الْحَاكِمَ إِنَّمَا أَلْفَ "المُستخرج" فِي أَوَاخِرِ عُمُرِهِ، بَعْدَ مَوْتِ

الدَّارِ قُطْنِي بِمُدَّة ①

حاکم (متوفی ۴۰۵) نے مستدرک اپنی آخری عمر میں امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵) کی وفات کے کافی مدت کے بعد لکھی ہے۔

لہذا رجوع کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

① سیر اعلام النبلاء لا حمد بن محمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱۲

ص ۵۷۷ ناشر دار الحدیث القاہرہ



## مغالطہ نمبر ۳-

حافظ ابن حبان الہستی فرماتے ہیں:

اور مدلس جو ثقہ و عادل ہیں جیسے (سفیان) ثوری، عیش اور ابواسحاق (السمیعی) وغیرہم تو ہم ان کی (بیان کردہ) احادیث سے حجت نہیں پکڑتے الا یہ کہ انہوں نے سماع کی تصریح کی ہو۔ ❶

جواب: ابن حبان جرح میں تشدد شمار کیے جاتے ہیں اس لیے اکثر محدثین کے مقابلے میں اس کی جرح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فیتأمل هذا، فإن ابن حبان صاحب تشنيع وشغب. ❷

پس اس کے متعلق غور و فکر کیا جائے اس لیے کہ ابن حبان طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے۔

نیز اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد ذكره أبو عمرو بن الصلاح في طبقات الشافعية، وقال: ربما

غلط الغلط الفاحش في تصرفاته ❸

ابو عمرو بن صلاح نے اس کے متعلق طبقات الشافعية میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے

تصرفات میں بہت بری غلطیاں کی ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں سفیان ثوری کی معنعن روایت کو قبول نہ کرنا یہ ان کی ان فحش غلطیوں

میں سے ہے۔

## مغالطہ نمبر ۴-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

❶ نور العینین لزبیر علی ص: ۲۱۶-۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ میزان الاعتدال للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱ ص: ۲۹۰ ناشر دار المعرفۃ بیروت

❸ تذکرۃ الحفاظ للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۹۰ ناشر دار الکتب العلمیہ

امام علی بن عبد اللہ المدینی نے فرمایا لوگ سفیان (ثوری) کی حدیث میں کئی القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ ❶

اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: سفیان ثوری سے کئی بن سعید القطان کی روایت سفیان کے سماع پر محمول ہوتی

ہے۔

دوم: امام ابن المدینی امام سفیان ثوری کو طبقہ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ

کئی القطان کی روایت کا محتاج ہونا کیا؟ ❷

جواب: اصلی عبارت یہ ہے:

حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ الْأَزْهَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ الْخَلَّالُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ، ثنا جَدِّي ..... وَقَالَ جَدِّي: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ ..... قَالَ عَلِيٌّ: وَالنَّاسُ يَحْتَاجُونَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ إِلَى يَحْيَى الْقَطَّانِ لِحَالِ الْإِخْبَارِ، يَعْنِي عَلِيٌّ أَنَّ سُفْيَانَ كَانَ يُدَلِّسُ وَأَنَّ يَحْيَى الْقَطَّانَ كَانَ يُوقِفُهُ عَلَى مَا سَمِعَ مِمَّا لَمْ يَسْمَعْ ❸

اولاً: اس عبارت میں سفیان کی تعین نہیں کہ سفیان سے مراد سفیان ثوری ہے یا سفیان بن عیینہ کیونکہ کئی بن سعید القطان جس طرح سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں اسی طرح سفیان بن عیینہ سے بھی روایت کرتے ہیں اور جس طرح سفیان ثوری مدلس ہیں اسی طرح سفیان بن عیینہ بھی مدلس ہیں تو جب تک سفیان کی اس عبارت میں تعین ثابت نہیں کرو گے تب تک اس عبارت سے استدلال غلط ہے کیونکہ قائدہ مسلمہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل

❶ (الكفاية للخطيب ص: ۳۶۲) سندہ صحیح

❷ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لڑبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۰۷-۳۰۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❸ (الكفاية للخطيب البغدادی (متوفی ۴۶۳) ص: ۳۶۲ ناشر المكتبة العلمية

الاستدلال۔ دیکھیے: ①

نیز راوی کے عدم تعین کی وجہ سے زبیر صاحب کے نزدیک روایت ضعیف ہو جاتی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اگر محمود سے مراد محمود بن غیلان لیا جائے تو سند صحیح ہے اور اگر محمود بن اسحاق الخزاعی مراد لیا جائے تو یہ سند منقطع ہے اسی شک کی وجہ سے راقم الحروف نے روایت کو ضعیف قرار دیا۔ ②

ثانیاً: یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں پہلے راوی خطیب بغدادی کے استاذ ابوالقاسم الازہری کی توثیق ثابت نہیں اس کے متعلق خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

وكان أحد المكثرين من الحديث كتابة وسماعاً، ومن المعتمدين به والجامعين له مع صدق وأمانة، وصحة واستقامة، وسلامة مذهب وحسن معتقد، ودوام درس للقرآن وسمعنا منه المصنفات الكبار والكتب

الطوال، وكان يسكن بدرب الآجر من نهر طابق. ③

بہت زیادہ حدیثیں لکھنے اور سننے والا تھا اور حدیث کی طرف توجہ دینے والا اور جمع کرنے والا تھا سچا امانت دار صحت و استقامت والا صحیح مذہب اور حسن اعتقاد والا اور درس قرآن پر پیشگی کرنے والا تھا ہم نے اس سے بڑی بڑی کتابیں سنی وہ نہر طابق میں لگی کے کشادہ دروازے پر رہتے تھے۔

اس پوری عبارت میں اگرچہ راوی کے علم و دیانتدار کا بیان ضرور ہے لیکن اس کے لیے ثقہ کا لفظ نہیں ہے۔ جیسے کہ ایک راوی ہے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک اس کے متعلق زبیر صاحب لکھتے ہیں:

① عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹) ج ۲ ص: ۳۰۹ ناشر دار الكتب العلمية ② جز، رفع الیدین مترجم از میر علی زئی ص: ۵۷ ناشر کتبہ اسلامیہ ③ تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (متوفی ۴۶۳) ج ۱۲ ص: ۱۲۰ ناشر دار الغرب الاسلامی بیروت



یاد رہے کہ عثمان بن محمد کا اٹھ ہونا معلوم نہیں اس کے بعد اس راوی کے لیے یہ عبارت نقل کرنے کے بعد زیر صاحب لکھتا ہے:

قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عنى بطلب العلم ودرس

المسائل وعقد الوثائق مع فضله وكان مفتى اهل موضعه توفي ۳۲۰

خالد بن سعد نے کہا عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ (ساتھ) دستاویزیں لکھیں وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

اس عبارت میں توثیق کا نام و نشان نہیں ہے۔ ①

ثالثاً: عبد الرحمن بن ابی حاتم فرماتے ہیں:

عبد الرحمن نا أبی قال سألت علی بن المدینی من أوثق أصحاب الثوری؟ قال یحیی القطان وعبد الرحمن بن مہدی و وکیع وأبو نعیم وأبو نعیم من الثقات، نا عبد الرحمن أنا أبو بکر بن أبی خیشمة فیما کتب إلی قال سمعت یحیی بن معین یقول وسئل عن اصحاب الثوری ایہم اثبت؟ فقال هم خمسة یحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مہدی و وکیع وابن المبارک وأبو نعیم. ②

علی بن مدینی اور یحیی بن معین کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کے اثبت یعنی مضبوط شاگرد پانچ ہیں یحیی القطان، وکیع اور عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی اور ابو نعیم ہیں۔ علی بن مدینی اور یحیی بن معین نے وکیع اور عبد اللہ بن مبارک کو جو سفیان سے حدیث ابن مسعود کے راوی ہیں مطلقاً برابر درجے کا یعنی اثبت قرار دیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے

① نور العینین لزمیر علی زئی ص: ۲۰۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② الجرح والتعديل لابن ابی حاتم

(متوفی ۳۲۷) ج ۷ ص: ۶۲ ناشر مجلس دائرة المعارف العثمانیہ

کہ علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین کے نزدیک سفیان کی روایت یحییٰ سے جس طرح مضبوط  
قبول ہے چاہے سماع کی تصریح کرے چاہے نہیں اسی طرح کعب اور سفیان سے بھی مضبوط  
قبول ہے چاہے سماع کی تصریح کرے چاہے نہیں۔

مغالطہ: ۵۔

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے  
جس میں انہوں نے حدیثی اور حدیثاً کہا، سوائے دو حدیثوں کے۔ (کتاب العلل و معرینہ  
الرجال للامام احمد ج ۱ ص: ۲۷۰) ①

جواب: اصلی عبارت اس طرح ہے:

قَالَ أَبِي قَالَ يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ مَا كَتَبْتُ عَنْ سُفْيَانَ شَيْئًا إِلَّا قَالَ حَدَّثَنِي  
أَوْ حَدَّثَنَا إِلَّا حَدِيثَيْنِ ②

اولاً: اس عبارت میں بھی سفیان میں احتمال ہے کہ کونسا سفیان مراد ہے یہاں احتمال  
آگیا اور اصول ہے [اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال] کما مر۔

ثانیاً: اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں سفیان سے مراد سفیان ثوری ہیں تو بھی ہمارے  
مدعا پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یحییٰ بن سعید اس عبارت میں صاف فرما رہے ہیں کہ میں نے  
سفیان سے دو حدیثیں بغیر تصریح سماع کے لی ہیں اور یحییٰ نے ان کو ضعیف قرار نہیں دیا تو  
معلوم ہو گیا کہ یحییٰ کے نزدیک بھی سفیان ثوری کی تدلیس مقبول ہے۔

مغالطہ نمبر ۶۔

قسطلانی، یعنی اور کرمانی فرماتے ہیں: سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی

① تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۰۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② العلل و معرفة  
الرجال للامام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) ج ۱ ص: ۲۴۲ ناشر دار الخاتمی الرياض

روایت جنت نہیں ہوتی الایہ کہ دوسری سند سے (اس روایت میں) سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔<sup>①</sup>

جواب: اولاً تو یہ حضرات سفیان ثوری کی معتنع روایت کو صحیح کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ علامہ بدرالدین عینی (متوفی ۸۵۵) سے:

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ، قَالَ: حَلَفَ طَاوُوسٌ مَا طَافَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُجَّتِهِ وَعُمُرَتِهِ إِلَّا طَوَّافًا وَاحِدًا، وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.<sup>②</sup>

عبارت کا خلاصہ: علامہ بدرالدین عینی سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معتنع روایت کو صحیح بتا رہے ہیں۔

۲۔ علامہ قسطلانی (متوفی ۹۲۳) سے:

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ قَالَ: حَلَفَ طَاوُوسٌ، مَا طَافَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُجَّتِهِ وَعُمُرَتِهِ إِلَّا طَوَّافًا وَاحِدًا. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.<sup>③</sup>

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ ابن حجر کے حوالے سے سفیان ثوری کی اس معتنع حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کی ان عبارات کا تو یہ حضرات اپنی اس عبارت میں

① نور العینین لزییر علی ص: ۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② عمدة القاری لبدر الدین عینی (متوفی ۸۵۵) ج ۹ ص: ۲۸۱ ناشر دار احیاء التراث العربی ③ ارشاد الساری لاحمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳) ج ۳ ص: ۱۸۳ ناشر المطبعة الكبرى الاميرية



صحیح بخاری کی ایک حدیث کی دوسندوں میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی پہلے معنعن روایت نقل کرنے کے بعد تصریح سماع والی روایت بیان کی (تاکہ وہ شخص جو سفیان ثوری کے طبقہ ثانیہ کے مدلس ہونے سے ناواقف ہے اس کو یہ وہم نہ ہو کہ) سفیان مدلس ہے اور مدلس کی معنعن روایت قبول نہیں کی جاتی ہے جب تک تصریح سماع نہ کرے تو ایسے واہم کے وہم کو دور کرنے کے لیے تصریح سماع والی سند لائی ہے ورنہ صحیحین میں تو ہر مدلس کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے جیسے کہ اس بات پر فریقین یعنی مقلدین وغیر مقلدین کا اتفاق ہے۔

### مغالطہ نمبر ۷۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ابن الترمذی الحنفی نے کہا الثوری مدلس وقد عنعن ثوری مدلس ہیں اور انہوں

نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ [الجوہر النقی ج ۸ ص ۳۶۲] ①

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حنفی عالم ابن الترمذی نے بھی ایک معنعن راایت کو سفیان الثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف بتایا ہے لہذا سفیان ثوری کی معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔

جواب: ابن الترمذی کے کلام میں تعارض ہے کیونکہ اس نے دیگر مقامات پر سفیان

ثوری کی معنعن حدیث کو صحیح کہا ہے چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

رواہ و کسع ثنا سفیان الثوری عن سلیمان التیمی عن حیان بن عمیر

القیسی عن ابن عباس سأله رجل یبیع الحریر إلى اجل فکره ان یشتریه

یعنی بدون ما باعه وهذا سند صحیح ②

① نور العینین لزبیر علی ص: ۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

② الجوہر النقی لابن الترمذی (متوفی ۷۵۰) ج ۵ ص: ۳۳۱ ناشر دار الفکر

عبارت کا خلاصہ: ابن الترمکمانی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

جب ابن الترمکمانی کے کلام میں تعارض ثابت ہو گیا تو غیر مقلدین کے اصول کے مطابق اس کے دونوں قول ساقط الاعتبار ہونگے۔ جیسے کہ زیر علی زئی لکھتے ہیں:

عبدالرحمن بن صامت پر امام ابن حبان نے جرح کی ہے اور اسے (پھر) کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے بتایا کہ ابن حبان کے دونوں اقوال ساقط ہیں۔ ①

لہذا میں بھی کہتا ہوں جب ابن الترمکمانی نے ایک مقام پر سفیان کی معنعن روایت کو رد کیا اور دیگر مقامات پر صحیح کہا تو تعارض کی وجہ سے ان کے دونوں قول ساقط الاعتبار ہونگے۔

مغالطہ نمبر ۸۔

حافظ زیر علی زئی لکھتے ہیں:

نیروی تقلیدی نے سفیان ثوری کی بیان کردہ آمین والی حدیث پر یہ جرح کی کہ ثوری بعض اوقات تدریس کرتے تھے اور انہوں نے اسے عن سے بیان کیا ہے۔ دیکھیے: آثار السنن کا حاشیہ ص: (۱۹۴ ج ۳۸۴) ②

جواب: اولاً: نیروی نے سفیان ثوری کی تدریس اور عنعنہ کی وجہ سے شعبہ کی روایہ کو سفیان کی روایت پر ترجیح دی ہے لیکن نہ اس کی روایت کو رد کیا اور نہ ہی ضعیف کہا۔ کیونکہ ترجیح کا مطلب یہ ہے کہ دونوں روایات صحیح ہیں اگرچہ ایک کو دوسری پر ترجیح حاصل ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

واما الثوری فكان ربما يدلّس وقد عنعنه..... قلت فبهذا

یرجع مارواه شعبۃ من حدیث الخفض۔

① نورالعینین لزیہ علی ص: ۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

② تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزیہ علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

بہر حال ثوری چونکہ بسا اوقات تدلیس بھی کرتے ہیں اور اس نے اس روایت کو معدوم

سے روایت کیا ہے اس وجہ سے شعبہ کی خفض والی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ ①

تو ترجیح اور چیز ہے اور تضعیف اور چیز ہے اس نے شعبہ کی روایت کو سفیان کی روایت پر ترجیح ضروری ہے لیکن سفیان کی روایت کو ضعیف نہیں کہا ہے۔ لہذا ترجیح ضعیف ہونے کو مستلزم نہیں۔

### مغالطہ نمبر ۹۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حسین احمد مدنی دیوبندی کانگریسی نے آئین والی روایت کے بارے میں کہا اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔ (تقریر ترمذی اردو ص: ۳۹۱) ②

جواب: یہاں پر بھی وہی جواب ہے جو نیوی کی عبارت کا ہے۔

### مغالطہ نمبر ۱۰۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کی دیکھیے مجموعہ رسائل (طبع قدیم ج ۳ ص: ۳۳۱) اور تجلیات صفدر (ج ۵ ص: ۴۷۰) ③

جواب: حضرت مولانا محمد امین صاحب کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

حضرت وائل بن حجر کی حدیث ابو داؤد سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے کیونکہ اس میں

سفیان مدلس، علاء بن صالح شیعہ، محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ ④

① آثار السنن لمحمد بن علی النیموی (متوفی ۱۱۲۲) ص: ۱۲۶ ناشر دار الحدیث

ملتان پاکستان ② تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

③ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ ④ تجلیات صفدر محمد امین

صفدر ج ۵ ص: ۴۷۰ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان



اس عبارت میں جو مولانا محمد امین صاحب نے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے روایت کو رد کیا ہے وہ صرف اور صرف غیر مقلدین پر الزام قائم کرنے کے لیے کہ آپ کے نظریہ کے مطابق تو سفیان کی معنعن روایت قبول نہیں پھر تو سفیان کی آمین بالجہر والی معنعن روایت بھی تمہارے نزدیک ضعیف ہونی چاہیے؟ نہ اس اعتبار سے کہ مولانا محمد امین صاحب کے نزدیک بھی سفیان ثوری کی تدلیس مضر ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد امین صاحب نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت کے متعلق عربی میں ایک مضمون لکھا ہے حضرت نے اس مضمون میں یہی بات لکھی ہے جو میں نے لکھ دی ہے۔ چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

ولكن الان يقول بعض غير المقلدين ان في سند حديث ابن مسعود  
سفيان وهو مدلس فحديث ابن مسعود ضعيف. اقول ايها اللامذهبيون  
: انظروا في حديث صحيح ابن خزيمة هناك ايضا يروي سفيان بعن وعمله

ايضا مخالف لحديثه فما حكم ذلك الحديث ①

آج کل کچھ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث کی سند میں سفیان ہے اور وہ مدلس ہے اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اے لاندہ بوجہ ابن خزيمة میں دیکھو وہاں پر بھی سفیان (سینے پر ہاتھ باندھنے والی) روایت کو عن کے ساتھ نقل کر رہے ہیں اور سفیان کا عمل اس (سینے پر ہاتھ باندھنے والی) حدیث کے خلاف ہے لہذا پھر اس حدیث کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہوگا؟

مغالطہ: ۱۱-

زیر علی زئی لکھتے ہیں:

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے

① تحقیق حدیث صحیح ابن خزيمة لمحمد امين في درهم الصرة مع مصنف ابن

ابی شیبہ ج ۱ ص ۲: ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

جرح کی ہے، فرائز السنن (ج ۲ ص: ۷۷) ①

اولاً: حضرت شیخ سرفراز خان صفدر کے نزدیک سفیان ثوری کی تدلیس قبول ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

قائدہ کا شمار طبقہ اولیٰ کے مدلسین میں ہوتا ہے جن کی تدلیس کسی کتاب میں مضمر نہیں ہے (اس کے بعد امام حاکم کے حوالے سے قائدہ کو طبقہ اولیٰ کا نقل کیا ہے) اس کے بعد لکھتے ہیں: علاہ جزائری علامہ ابن حزم سے محدثین کا ضابطہ بیان کرتے ہوئے ان مدلسین کی فہرست بتاتے ہیں جن کی روایتیں باوجود تدلیس کے صحیح اور ان کی تدلیس سے صحت حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑتا چنانچہ لکھتے ہیں:

مِنْهُ كَانَ جُلَّةُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَأُئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ كَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَأَبِي إِسْحَاقَ السَّبْعِيِّ وَقَتَادَةَ بْنَ دَعَامَةَ وَعَمْرُو بْنَ دِينَارَ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشَ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَسُفْيَانَ بْنَ عَيْنَةَ ②

ان مدلسین میں سے جلیل القدر محدث اور مسلمانوں کے امام شامل ہیں جیسے حسن بصری ابواسحاق السبعی قائدہ بن دعامہ عمرو بن دینار سلیمان اعمش ابوالزبیر سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ وغیرہ۔

ثانیاً: حضرت شیخ نے سفیان ثوری کو مدلس بتا کر روایت کو رد نہیں کیا ہے بلکہ شعبہ کی روایت کو سفیان کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان کی روایت کو شعبہ کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ فِي هَذَا

① تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۱۳۳-۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

② احسن الکلام للشیخ سرفراز خان صفدر حصہ: ۱ ص: ۲۵۰-۲۵۱ ناشر مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ پاکستان

وَأَخْطَأَ شُعْبَةً فِي مَوَاضِعَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ①

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے اصح ہے کیونکہ شعبہ نے اس حدیث میں بہت ساری جگہوں میں خطا کی ہے۔

تو اب زیر صاحب سے سوال ہے کہ امام بخاری نے اس عبارت میں سفیان ثوری کی روایت کو شعبہ کی روایت کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے تو آپ کیا فرمائیں گے کہ امام بخاری نے شعبہ کی روایت کو رد کر دیا؟ یعنی امام بخاری کے نزدیک شعبہ غیر ثقہ ہے اور اس کی ان کے ہاں روایت مردود ہوتی ہے ہرگز نہیں۔ تو جب امام بخاری کے اصح کہنے سے شعبہ کی روایت مردود نہیں کہلائیگی تو حضرت شیخ کے شعبہ کی روایت کو اصح قرار دینے سے سفیان کی روایت مردود ثابت نہیں ہوگی۔

مغالطہ نمبر ۱۲۔

زیر علی زنی لکھتے ہیں:

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے سفیان ثوری پر شعبہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہا سفیان ثوری اپنی جلالت قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں۔ (درس ترمذی ج ۱)

ص: (۵۲۱) ②

جواب: حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب نے سفیان ثوری کو مدلس قرار دے کر روایت کو رد نہیں کیا ہے صرف اتنا بتایا کہ جب کسی ایسے استاذ سے سفیان ثوری اور شعبہ میں کسی لفظ کے نقل کرنے میں اختلاف ہو جائے تو دونوں لفظ صحیح ہونگے لیکن شعبہ کے الفاظ اصح ہونگے لہذا سفیان کی تدلیس کی وجہ سے روایت کو رد نہیں کیا۔ پھر بھی اس عبارت سے یہ نتیجہ

① سنن الترمذی لابی عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۳۲ ناشر دار الغرب الاسلامی ② تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات زیر علی زنی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ



نکالنا کہ سفیان کی معنعن روایت قبول نہیں یہ محض ہٹ دھرمی ہے۔

### مخالطہ نمبر ۱۳۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص: ۱۶۹ أنه كان يدلّس عن الضعفاء، ولكن له نقد وذوق، و: عبرة لقول من قال: يدلّس ويكتب عن الكذابين.

حافظ ذہبی کی گواہی سے معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ ضعیف لوگوں سے تدلیس کرتے تھے۔ یاد رہے کہ جو ضعفاء سے تدلیس کرے اس کی عن (بغیر تصریح سماع والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

ابوبکر الصیرفی (متوفی ۳۳۰) نے کتاب الدلائل میں کہا

كل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتى يقول حدثني أو سمعت

ہر راوی جس کی غیر ثقہ راویوں سے تدلیس ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ”حدثنی“ یا ”سمعت“ نہ کہے یعنی اس کے سماع کی تصریح کے بعد ہی اس کی روایت مقبول ہوتی ہے؟ ①

جواب: میزان الاعتدال کی اصلی عبارت اس طرح ہے جس کے ابتدائی الفاظ زبیر صاحب کو پسند نہیں آئے:

الحجة الثابت، متفق عليه، مع أنه كان يدلّس عن الضعفاء ولكن له نقد وذوق

سفیان ثوری حجت ہے مثبت ہے متفق علیہ ہے باوجود اس کے کہ یہ ضعفاء سے تدلیس

① نور العینین زبیر علی زئی ص: ۱۳۲ ناشر مکتبہ اسلامیہ

کرتے ہیں لیکن چونکہ اس کو حدیث کے پرکھنے کا استعداد حاصل ہے (یہ چونکہ ضعفاء کی صحیح اور ضعیف حدیث پہچان لیتا ہے اس لیے ان سے صرف وہی روایت لیتا ہے جو صحیح ہو۔ جیسے کی مروی ہے کہ جب سفیان ثوری نے یہ اعلان کیا کہ کلبی سے روایت نہیں لینا تو سفیان سے کہا گیا پھر آپ اس سے روایت کیوں لیتے ہو؟ تو سفیان نے کہا [انا اعرف صدقہ من کذبہ] یعنی میں اس کے سچ اور جھوٹ کو جانتا ہوں دیکھیے میزان الاعتدال ج ۳ ص: ۵۵۷ ناشر دار المعرفۃ بیروت) اور حدیث کے ساتھ ان کو مناسبت ہے (اس لیے یہ اگرچہ ضعفاء سے تدلیس کرے پھر بھی حجت ہے)

نیز غور فرمائیں علامہ ذہبی اس عبارت میں سفیان ثوری کو باوجود تدلیس عن الضعفاء ہونے کے مطلقاً حجت قرار دے رہے ہیں یہ نہیں فرما رہے کہ جب تصریح سماع کرے تو پھر حجت ہونگے اگر عن کے ساتھ روایت کرے تو حجت نہیں ہونگے ایسی بات نہیں مطلقاً حجت ہے چاہے تصریح سماع نہ بھی کرے۔

فائدہ:

حافظ زبیر علی زئی کے استاذ محبت اللہ شاہ راشدی ابو جابر دامانوی کا رو کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

بد قسمتی سے انہوں نے کتب رجال میں دیکھ لیا کہ سفیان الثوری رحمہ اللہ بھی مدلس ہیں حالانکہ حافظ رحمہ اللہ میزان میں (جہاں سے ڈاکٹر صاحب نے یہ نقل فرمایا ہے کہ [یدلس عن الضعفاء] وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے یہ بھی ساتھ ہی فرماتے ہیں:

لہ نقد و ذوق ولا عبرة لقول من قال یدلس و یکتب عن الکذابين

امام سفیان ثوری کو ناقدانہ بصیرت و ذوق تھا جس سے ان ضعفاء کی روایات صحیحہ کا

امتیاز کر لیتا تھا اور اس آدمی کی بات کا کوئی اعتبار نہیں جو یہ کہتا ہے کہ امام ثوری رحمہ اللہ

کذابوں (جھوٹوں) سے تدلیس کرتا تھا اور ان سے روایات لکھا کرتا تھا۔

افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے [یدلس عن الضعفاء] تو نقل فرمایا اور آگے جو کچھ لکھا اس کو حذف کر دیا، اس لیے کہ یہ قطعہ ان کے موقف کے لیے مضرت تھا؟ پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے [یدلس عن الضعفاء] والا کلمہ اس عبارت کے بعد ذکر فرمایا: [الحجة الثابت، متفق علیہ، مع أنه كان یدلس عن الضعفاء] یعنی امام ثوری رحمہ اللہ تحت ثبت محدثین کے درمیان متفقہ طور پر مقبول ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔

اب قارئین کرام آپ ہی خود انصاف کریں وہ [یدلس عن الضعفاء] سے پیشتر جو عبارت ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے موقف کو کتنا بے معنی کر رہی ہے۔ اس سے تو صاف عیاں ہے کہ حافظ ذہبی کا موقف بھی وہی ہے جو حافظ ابن حجر کا ہے یعنی ان کی امامت و جلالت و ندرت تدلیس کی وجہ سے ائمہ حدیث نے ان کی معنعنہ روایات بھی قبول فرمائی ہیں۔ ❶

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر و آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

نیز علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی معنعن روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ

فرمائیں:

قال الثوری، عن جعفر بن ایاس، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس

فی قول اللہ - عز وجل: (إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ)..... حدیث صحیح ❷

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَنَّ

سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: سُلِّ

❶ مقالات راشدہ بحسب اللہ راشدی (متوفی ۱۳۱۵) ج ۱ ص ۳۰۲ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

❷ سیر اعلام النبلاء للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱ ص ۲۵۷ ناشر دار الحدیث القاہرہ



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَى الْكُتُبِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كُتُبُ مَبْرُورٍ  
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ ❶

(التعليق - من تلخيص الذهبي) صحيح

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ ذہبی سفیان ثوری کی اس معتن حدیث کو صحیح قرار  
دے رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ علامہ ذہبی کے نزدیک سفیان ثوری کا [مدلس عن الضعفاء] ہونا  
صح حدیث کے منافی نہیں۔ لہذا ذہبی کی عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا [توجیہ القول  
بما لا یرضی بہ القائل] کے قبیل سے ہے یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا  
جس پر خود مصنف بھی راضی نہیں۔

جان لو کہ یہ وہی طرز ہے جو خود زبیر صاحب نے بھی اپنے پسندیدہ راوی ابو قلابہ سے  
تدلیس کے الزام ہٹانے کے لیے اختیار کی ہے وہ اس طرح کہ علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمہما  
اللہ نے ابو قلابہ کو مدلس قرار دیا ہے تو زبیر صاحب فرماتے ہیں یہ مدلس نہیں (بلفظ زبیر علی)  
کیونکہ خود حافظ ذہبی نے ہی ابو قلابہ رحمہ اللہ کی متعدد عن والی روایات کو بخاری و مسلم کی شرط  
پر [صحیح علی شرطہما کہا ہے دیکھیے تلخیص المستدرک]۔ ❷

لہذا ہم نے بھی سفیان ثوری سے تدلیس مضر کے الزام ہٹانے کے لیے یہی طرز  
اختیار کی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے صیرنی کے قول [کل من ظہر تدلیسہ عن غیر الثقات  
لم یقبل خبرہ حتی یقول حدثنی أو سمعت] کا تو صیرنی کے اس قول سے طبقہ  
اولی و ثانیہ کے مدلسین مستثنی ہیں اس لیے کہ یہ قاعدہ بالاتفاق اپنے عموم پر جاری نہیں رہ سکتا

❶ مستدرک حاکم لابی عبد اللہ الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج ۲ ص: ۱۲ ناشر دار

الکتاب العلمیہ بیروت ❷ مسئلۃ فاتحہ خلف الامام زبیر علی زنی ص: ۳۵ ناشر مکتبۃ اسلامیۃ

ورث سفیان ثوری کی وہ معتنع روایات جو صحیحین میں موجود ہیں وہ بھی ضعیف کہلائی گئی ہیں۔ صیرفی نے صحیحین میں ہونے کی استثناء بھی نہیں کی ہے حالانکہ خود زبیر صاحب کے نزدیک بھی صحیحین میں تمام مدلسین کی معتنع روایات صحیح ہیں جیسے کہ زبیر صاحب لکھتے ہیں:

اصول حدیث میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ مدلس کی تصریح سماع کے بغیر (مثلاً عن) والی روایت ضعیف ہوتی ہے بشرطیکہ..... روایت مذکورہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ ہو۔ ❶

نیز اس قاعدے کو عام ماننے کی صورت میں سفیان ثوری کی وہ روایات بھی ضعیف ہو جائیگی جن میں ان کا متابع موجود ہے حالانکہ متابع کے موجود ہونے کی صورت میں سفیان ثوری کی متابعت والی روایت بھی صحیح ہوتی ہے جیسے کہ زبیر صاحب خود لکھتے ہیں:

مدلس کی اگر معتبر متابعت ثابت ہو جائے تو اس کی روایت قوی ہو جاتی ہے سفیان ثوری اس روایت (یعنی عبداللہ بن مسعود) میں عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں۔ ❷

تو جس طرح زبیر صاحب کے نزدیک محدثین کی تصریح کے مطابق مدلسین کی صحیحین والی معتنع روایات اور متابعت والی معتنع روایات صیرفی کے اس اصول سے مستثنی ہو گئی اسی طرح ہمارے نزدیک بھی سفیان ثوری کے طبقہ ثانیہ کی تصریح کرنے والے محدثین کے مطابق سفیان ثوری کی معتنع روایات مستثنی ہو گئی۔

مغالطہ نمبر ۱۲۔

صلاح الدین العلانی جامع التحصیل فی احکام المرآئیل ص: ۹۹ وقال من يدللس عن

اقوام مجهولين لا يدري من هم كسفیان الثوری

یعنی سفیان ثوری ان مجہول لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن کا پتہ بھی نہیں چلتا۔

جواب: حافظ علانی رحمہ اللہ کی یہ عبارت اپنی نہیں ہے بلکہ حضرت نے یہ عبارت امام

❶ جز رفیع المیدین مترجم لڑیر علی زئی ص: ۲۵ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ نور العینین لڑیر علی زئی ص: ۱۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ

حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے نقل کی ہے لیکن حضرت سے اس عبارت کے نقل کرنے میں خطا ہوئی ہے اصلی کتاب معرفۃ علوم الحدیث کی اس عبارت میں سفیان ثوری کا تذکرہ نہیں ہے وہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَالْجِنْسُ الثَّلَاثُ مِنَ التَّدْلِيسِ قَوْمٌ دَلَّسُوا عَلَى أَقْوَامٍ مَجْهُولِينَ لَا يُدْرَى مَنْ هُمْ، وَمِنْ أَيْنَ هُمْ مِثَالُ ذَلِكَ مَا أَخْبَرَنَا هُشَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ ①  
البتہ جب طبقہ ثالثہ کے مدلسین کا بحث ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد امام حاکم نے فائدے کے طور پر بتایا ہے کہ جہاں تک تعلق ہے [روایۃ عن المجہولین] کا تو سفیان ثوری اور دیگر محدثین جیسے امام شعبہ وغیرہم [روایۃ عن المجہولین] کرتے ہیں اور یہ جرح نہیں ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَدْ رَوَى جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَثَمَةِ، عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ فَمِنْهُمْ سَفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، رَوَى عَنْ أَبِي هَمَّامٍ السَّكُونِيُّ، وَأَبِي مُسْكِينٍ، وَأَبِي خَالِدٍ الطَّائِي، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَجْهُولِينَ مِمَّنْ لَمْ يُقَفَّ عَلَى أَسْمَائِهِمْ غَيْرَ أَبِي هَمَّامٍ، فَإِنَّهُ الْوَلِيدُ بْنُ قَيْسٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ، فَأَمَّا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَحَدَّثَ عَنْ خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ لَا يُوقَفُ عَلَى أَنْسَابِهِمْ، وَلَا عَدَاتِهِمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا حَدَّثَ بَقِيَّةُ عَنِ الْمَشْهُورِينَ فَرَوَايَاتُهُ مَقْبُولَةٌ، وَإِذَا حَدَّثَ عَنِ الْمَجْهُولِينَ فَغَيْرُ مَقْبُولَةٍ، وَعِيسَى بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ الْبَخَارِيُّ الْمَلَقَبُ بِغُنْجَارٍ شَيْخٌ فِي نَفْسِهِ ثِقَةٌ مَقْبُولٌ، قَدْ احْتَجَّ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبَخَارِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّحِيحِ غَيْرَ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَكْثَرِ مِنْ مِائَةِ شَيْخٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ لَا يَعْرِفُونَ بِأَحَادِيثِ

① معرفۃ علوم الحدیث للامام حاکم (متوفی ۴۰۵) ص: ۱۰۵ ناشر دار الکتب



مَنَکَبِہٖ، وَرُبَّمَا تَوَهَّمُ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّهُ بَجَرَحٍ فِيهِ وَلَيْسَ كَذَلِکَ ①

لہذا حافظ علائی رحمہ اللہ سے عبارت کے نقل کرنے میں خطا ہوگئی ہے ظاہر ہے خطا سے کون محفوظ ہے۔ جیسے کہ زیر علی زئی صاحب فرماتے ہیں: انسان خطا کا پتلا ہے۔ ②

فائدہ:

محبت اللہ شاہ راشدی زیر علی زئی کے استاذ، زیر علی زئی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حافظ علائی نے حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث سے اس موقف پر جو عبارت نقل فرمائی ہے اس میں ایسے اختصار سے کام لیا ہے کہ بات کچھ سے کچھ ہوگئی ہے اور اس سے زیادہ افسوس محترم دوست (زیر صاحب) پر ہے کہ انہوں نے بھی حافظ علائی کی منقولہ عبارت جوں کی توں نقل کر دی ہے اور اصل کتاب (معرفۃ علوم الحدیث امام حاکم) کی طرف مراجعت ضروری ہی نہیں سمجھی واللہ باللہ یہ طرز عمل ان کے علمی شان سے بمرآل بعید ہے۔ ③

نیز محبت اللہ راشدی لکھتے ہیں:

محترم دوست (زیر صاحب) نے امام حاکم کی عبارت جامع التحصیل سے نقل فرمائی ہے اولیٰ واسبغیہ تھا کہ وہ خود امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث متعلقہ فصل کو پوری طرح دیکھ کر کوئی رائے قائم فرماتے۔ نقل و نقل سے جو غلطیاں رونما ہوتی ہیں ان سے محترم دوست بخوبی واقف ہونگے امام حاکم رحمہ اللہ تو اس طرح فرماتے ہیں:

قال ابو عبد الله التذليس عندنا على ستة اجناس .

ابو عبد اللہ (حاکم) فرماتے ہیں پھر تذلیس ہمارے یہاں چھ جنسوں پر ہے۔

① معرفۃ علوم الحدیث للامام حاکم (متوفی ۴۰۵) ص: ۶۰۶ ناشر دار الکتب العلمیۃ

② جز رفیع الیدین مترجم زیر علی زئی ص: ۲۶ ناشر مکتبہ اسلامیۃ

③ مقالات راشدیہ لمحبت اللہ راشدی (متوفی ۱۳۱۵) ج ۱ ص: ۳۰۹ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

لیکن علامہ علائی جامع التحصیل میں اس طرح لکھتے ہیں:

وقد قسم الحاکم ابو عبد اللہ فی کتابہ (علوم الحدیث) اجناس

المذلسین الی ستة اقسام

(حاکم) ابو عبد اللہ نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں مذلسین کی جنسوں کو چھ قسموں میں

تقسیم کیا ہے۔

اہل علم ان دونوں عبارتوں میں جو باریق فرق ہے اس کو خیال میں رکھیں۔ ❶

### مغالطہ نمبر ۱۵۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حافظ ابن رجب (شرح علل الترمذی ج ۱ ص: ۳۸۵) [وقال وقد کان الثوری و غیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا منه ایضاً] یعنی سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے

بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔ ❷

سرفراز صفدر اپنی کتاب احسن الکلام میں لکھتے ہیں:

ابوقلابہ گوشقہ تھے لیکن غضب کے مدلس تھے..... ابوقلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان

سے بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے۔ [ج ۲ ص: ۱۱۱]

اگر حافظ ذہبی کے قول کی بنیاد پر ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ غضب کے مدلس قرار دیے جاسکتے

ہیں تو حافظ ابن رجب کے قول پر سفیان ثوری کو غضب کا مدلس کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ ❸

زبیر صاحب مزید لکھتے ہیں:

ابوقلابہ جو کہ مدلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعفاء سے تدلیس

کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں

❶ مقالات راشدہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ۱۴۱۵) ج ۱ ص: ۳۰۷ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور ❷ نور العینین

لزبیر علی زئی ص: ۱۳۵ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❸ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

سے ضرور حساب لے گا اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ ①

جواب: حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ بلاشبہ ایک بہت بڑے محقق تھے لیکن حضرت کا ابوقلابہ کو غضب کا مدلس قرار دینا تحقیقی میدان میں درست نہیں ہے اس لیے کہ ابوقلابہ کو حضرت سے پہلے متقدمین محدثین نے طبقہ اولیٰ کا مدلس قرار دے کر اس کی تدلیس کا برداشت کیا ہے چنانچہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ جس نے ابوقلابہ کے متعلق یہ الفاظ نقل کیے ہیں (ابوقلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان سے بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے)۔ وہ بھی ابوقلابہ کے معنعن روایات کو صحیح کہتے ہیں دیکھیے تلخیص الذہبی علی مترک حاکم ج ۱ ص: ۲۸۴ ج ۱ ص: ۴۳۱ ج ۱ ص: ۴۴۵ اور ایک مقام پر لکھتے ہیں علی شرط البخاری و مسلم ج ۳ ص: ۴۷۷ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

لہذا حضرت شیخ کا ذہبی کی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ابوقلابہ غضب کا مدلس ہے اس لیے اس کی معنعن روایت ضعیف ہے یہ [توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل ہے۔] (یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر مصنف بھی راضی نہیں)۔ میں کہتا ہوں [کل احادیثہ خذ من قوله ویتروک الا رسول اللہ] ہر کسی کی بات لی بھی جائے گی اور رد بھی کی جائے گی سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اسی طرح ابن رجب کے ان الفاظ سے (یعنی سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا)۔ زیر علی زنی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ سفیان ثوری بھی غضب کا مدلس ہے اور اس کی معنعن روایت بھی ضعیف ہے یہ نتیجہ تحقیقی میدان میں غلط ہے کیونکہ وہ ابن رجب حنبلی جو سفیان ثوری کے متعلق یہ الفاظ لکھتے ہیں کہ [سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا]۔ وہ خود بھی ان الفاظ کے لکھنے کے باوجود فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری وغیرہ جیسے مدلسین کی تدلیس

① نور العینین لزیر علی زنی ص: ۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیۃ



مضر نہیں ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ورخص فی التدلیس طائفۃ، قال یعقوب بن شیبۃ، من رخص فیہ فإنما رخص فیہ عن ثقة سمع (منہ) ، وأما من دلس عمن لم یسمع منہ، فلم یرخص فیہ، وكذا إذا دلس عن غیر ثقة، كذا قال یعقوب وقد كان الثوری

وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا منہ أيضاً، فلا یصح ما قال یعقوب. ①  
ایک جماعت نے تدلیس کی اجازت دی ہے (یعنی دلس کی معنعن روایت قبول کی ہے) اور یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے تدلیس کی اجازت دی ہے تو وہ ثقہ سے تدلیس کی اجازت دی ہے لیکن جس نے ان لوگوں سے تدلیس کی جس سے اس کا سماع نہیں ہے تو اس تدلیس کی اجازت نہیں دی ہے یہ بات یعقوب نے کہی ہے حالانکہ ثوری اور دیگر محدثین بھی ایسے لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا پس یعقوب کی بات درست نہیں ہے۔

ابن رجب کی عبارت کا حاصل یہ نکلا کہ ایسے لوگوں سے تدلیس کرنا جن سے سماع ثابت نہیں یہ حدیث کے لیے مضر نہیں ورنہ توسفیان و دیگر محدثین کی معنعن روایات سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا لہذا سفیان کی تدلیس مضر نہیں اگرچہ یہ ان سے بھی تدلیس کرتے ہیں جن سے اس کا سماع ثابت نہیں۔

لہذا زبیر علی زئی کا ابن رجب حنبلی کے قول کی بنیاد پر سفیان ثوری کو غضب کا دلس قرار دینا [توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل] ہے (یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر مصنف خود بھی راضی نہیں ہے۔)

زبیر صاحب کی یہ واویلا کہ (ابو قلابہ جو کہ دلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعیف سے تدلیس کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے

① شرح علل الترمذی لابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵) ج ۲ ص: ۵۸۵ ناشر مکتبۃ المنار اردن

کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ضرور حساب لے گا اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔) تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ یہ جرم تو آپ کے معتد شیخ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے بھی کیا ہے جیسے کہ آپ نے خود لکھا ہے:

علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ایک سند کو ابوقلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا: قال اسنادہ ضعیف لعنۃ ابی قلابۃ وهو مذکور بالتدلیس (حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص: ۲۶۸ حدیث نمبر ۲۰۴۳) ①

اب عرض یہ ہے کہ اگر ابوقلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کسی سند کو ضعیف قرار دے تو العیاذ باللہ وہ ظالم ٹھیرے لیکن اگر وہی جرم یعنی ابوقلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے روایت کو ناصر الدین البانی غیر مقلد ضعیف قرار دے تو پھر بھی آپ کے نزدیک رحمہ اللہ ٹھیرے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

نیز تعجب کی بات یہ ہے کہ جب ابوقلابہ کے متعلق ذہبی نے کہا کہ یہ ان سے بھی تدلیس کرتا ہے جن سے ان کی ملاقات ہوئی ہے اور ان سے بھی جن سے اس کی ملاقات ثابت نہیں تو زیر صاحب نے ذہبی کی اس گواہی کو ابو حاتم کے اس قول کا سہارا لے کر کہ ابوقلابہ تدلیس سے نہیں بچ جانے جاتے تھے رد کر دیا یہ کہ کر کہ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کب قابل مسوع ہو سکتی ہے؟ دیکھیے: نور العینین ص: ۱۳۷ ابواب زیر صاحب سے عرض یہ ہے کہ سفیان ثوری کے متعلق ابو عامر عبد الملک بن عمر (متوفی ۲۰۴) کا قول ہے کہ سفیان ثوری تدلیس نہیں کرتے تھے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي "الْمَدْخَلِ" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: كَانَ الثَّوْرِيُّ يُدْلِسُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: أَلَيْسَ إِذَا دَخَلَ كُورَةَ يَعْلَمُ أَنَّ أَهْلَهَا لَا يَكْتُبُونَ حَدِيثَ رَجُلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ، وَإِذَا عَرَفَ الرَّجُلُ

① نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

① ھَذَا تَرْيِیْنُ لَیْسَ بِتَدْلِیْسٍ۔  
تو یہاں آپ کے اصول کے مطابق ذہبی کی گواہی کہ سفیان ثوری ضعیف سے تدلیس کرتے تھے کیوں رد نہیں ہو سکتی؟ (یعنی جب ابو حاتم کے قول سے ذہبی کی گواہی رد ہو سکتی ہے تو ابوعامر کے قول سے ذہبی کی گواہی کیوں رد نہیں ہو سکتی؟) جبکہ سفیان ثوری کو ذہبی کے علاوہ متقدمین میں سے کسی محدث نے بھی [مدلس عن الضعفاء] نہیں کہا ہے؟

## حدیث ابن مسعود پر بعض محدثین کا کلام اور اس کا جواب

### ۱- عبد اللہ بن مبارک کا کلام اور اس کا جواب

۱- حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام المجاہد الثقتہ عبد اللہ بن المبارک (متوفی ۱۸۱) نے کہا:

”لم یثبت حدیث..... ابن مسعود“

ابن مسعود کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔

جواب: یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے کہ عبد اللہ بن مبارک نے اس کے ثابت نہ ہونے کی وجہ بیان نہیں کی اس لیے مردود ہے۔ جیسے کہ زبیر علی زئی کے استاذوں کے استاذ (دیکھیے: نور العینین ص: ۲۷۲) اور غیر مقلدین کے رئیس الحدیث قدوة السالکین استاذ الاساتذہ محمد صاحب گوندلوی (دیکھیے ٹائیکل تیج خیر الکلام) لکھتے ہیں:

اگر جرح مفسر نہ ہو تو مقبول نہیں ہوتی۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ: ھَذَا الْحَدِیْثُ غَیْرُ ثَابِتٍ..... یہ حدیث ثابت نہیں..... اور اس کی وجہ بیان نہ

کرے اس صورت میں یہ جرح مقبول نہ ہوگی اکثر فقہاء اور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ ①

① تدرب الراوی لجلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱) ج ۱ ص: ۲۶۵ ناشر داط طیبہ

① خیر الکلام محمد گوندلوی ص: ۲۴۳ شرکتیہ نعمانیہ



ثانیاً: ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲) نے بھی اس جرح کو رد کیا ہے چنانچہ

لکھتے ہیں:

وَعَدَمُ ثُبُوتِ الْخَبَرِ عِنْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ لَا يَمْنَعُ مِنَ النَّظَرِ فِيهِ، وَهُوَ يَذْهَبُ

عَلَى عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ ❶

ابن مبارک کے ہاں اس حدیث کا عدم ثبوت اس حدیث پر عمل سے مانع نہیں ہے

کیونکہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور وہ ثقہ ہے۔

ثالثاً: حافظ زبیر علی زئی اپنی ایک ۱۰۰۰ سیدہ روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی نے اس روایت کو غیر

محموظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام

بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار

دیا جاسکتا ہے؟ ❷

میں بھی اسی طرح کہہ رہا ہوں کہ جب اس حدیث ابن مسعود کے تمام راوی عبد اللہ

بن مبارک کے ہاں بھی ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر ثابت قرار دیا جاسکتا ہے۔؟

رابعاً: سنن النسائی میں ابن مبارک یہ حدیث خود بھی روایت کر رہے ہیں اس لیے

احتمال ہے کہ ابن مبارک کی یہ جرح اس حدیث کے علم حاصل ہونے سے پہلے کی ہو لیکن

جب علم ہوا تو اس کو خود بھی روایت کرنا شروع کر دیا۔ اور ایسے ممکن ہے کہ ایک محدث کے

پاس ایک موقع پر کوئی حدیث نہیں ہوتی تو وہ اس کو بیان نہیں کرتے لیکن جب بعد میں مل

جاتی ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

❶ الامام فی احادیث الاحکام لابن دقیق العید (متوفی ۷۰۲) بحوالہ نصب الراية

للزبیلی (متوفی ۷۶۲) ج ۱ ص: ۳۹۵ ناشر مؤسسة الريان

❷ مسئلہ فاتحہ خلف الامام زبیر علی زئی ص: ۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

قال ابو عبد الله هذا الحديث ليس بخراسان في كتب ابن المبارك

انما املئ عليهم بالبصرة ①

یہ حدیث خراسان میں ابن مبارک کی کتابوں میں نہیں تھی ہاں اس نے یہ حدیث اپنے شاگردوں کو بصرہ میں لکھوائی۔

۲۔ امام شافعی کا کلام اور اس کا جواب

۲۔ حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الامام الشافعی (متوفی ۲۰۴) نے ترک رفع الیدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت

نہیں ہیں۔

[دیکھیے کتاب الام ج ۷ ص: ۲۰۱ باب رفع الیدین فی الصلاة والسنن

الکبری للبيهقي ج ۲ ص: ۸۱ وفتح الباری ج ۲ ص: ۲۲۰] ②

جواب: اولاً: کتاب الام میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا

کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ کتاب الام کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

فَقُلْتُ: هَلْ رَوَوْا فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مَا لَا نُثْبِتُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ وَلَا أَهْلُ

الْحَدِيثِ مِنْهُمْ مِثْلُهُ ③

عبارت کا ترجمہ: میں نے شافعی سے کہا کہ کیا رفع الیدین نہ کرنے والوں نے ترک

رفع الیدین پر کوئی روایت ذکر کی ہے تو امام شافعی نے فرمایا جی ہاں۔ لیکن ایسی روایات ذکر

کی ہیں جن کو ہم اور آپ اور محدثین ثابت نہیں سمجھتے۔

تو جب اس عبارت میں حدیث ابن مسعود کا تذکرہ ہی نہیں تو جرح کیسے ثابت

① صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج ۱ ص: ۳۳۲ ناشر

قدیمی کتب خانہ کراتشی پاکستان ② نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

③ الام للامام الشافعی (متوفی ۲۰۴) ج ۷ ص: ۱۱۲ ناشر دار المعرفة بیروت

ہوئی؟ حقیقت یہ ہے کہ ترک رفع الیدین کے سلسلے میں متعدد روایات ہیں ان میں سے زیادہ تر تو صحیح ہیں لیکن بعض روایات ضعیف بھی ہیں اس لیے ممکن ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ضعیف روایات پہنچی ہوں جن کو امام شافعی نے غیر ثابت قرار دیا، اس عبارت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ امام شافعی نے حدیث ابن مسعود کو بھی غیر ثابت کہا لہذا زیر علی زنی کا حدیث ابن مسعود کے متعلق اس جرح کو نقل کرنا غلط ہے۔

ثانیاً: اگر اس عبارت میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کے متعلق یہ جرح فرض بھی کی جائے تو یہ وہی جرح ہے جو ابن مبارک نے کی تھی کہ [ثابت نہیں] لہذا جو جواب اس جرح کا تھا اس کا بھی وہی جواب ہوگا۔ یعنی یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے قابل قبول نہیں۔ اور جہاں تک تعلق ہے السنن الکبریٰ للبیہقی کا تو السنن الکبریٰ للبیہقی کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

قَالَ الزُّعْفَرَانِيُّ قَالَ: الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ: وَلَا يُتَّبَعُ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ، يَعْنِي مَا رَوَاهُ عَنْهُمَا مِنْ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ. ①

زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعی قدیم قول میں کہتے تھے کہ علی اور ابن مسعود سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

زعفرانی کے اس قول سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ امام شافعی یہ جرح پہلے زمانے میں کرتے تھے اس کے بعد قول جدید میں رجوع کر لیا۔ لہذا جرح ثابت ہی نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک تعلق ہے فتح الباری کا تو فتح الباری کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

وَاحْتَسَبُوا أَيْضًا بِحَدِيثِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

① السنن الکبریٰ للبیہقی (متوفی ۵۵۸ھ) ج ۲ ص: ۱۱۴ ناشر دار الکتب العلمیہ



وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ ثُمَّ لَا يَعُوذُ اَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَدَّهُ الشَّافِعِيُّ  
بِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ ①

امام شافعی نے حدیث ابن مسعود کو یوں رو کیا کہ یہ ثابت نہیں۔

لہذا اس جرح کا بھی وہی جواب ہے جو ابن مبارک کی جرح کا جواب گذرا یعنی یہ جرح غیر مقرر ہے اس لیے مردود ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبل کا کلام اور اس کا جواب

۳۔ حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) نے اس روایت پر کلام کیا ہے۔ دیکھیے: ②

جواب: کلام کی وضاحت زبیر صاحب نے بھی نہیں کی ہے کہ کیا یہ کلام مضر یعنی روایت کو نقصان دہندہ بھی ہے یا نہیں زبیر صاحب کی ذمہ داری تھی کہ وہ خود امام احمد بن حنبل سے نقل کرتے کہ یہ روایت اس کلام کے وجہ سے ضعیف ہے تو یہ جرح قابل غور ہوتی کیونکہ کلام تو بخاری اور مسلم کی روایات پر بھی ہوا ہے جیسے کہ عبد اللہ روپڑی صاحب اپنی کتاب رفع یدین وآئین میں لکھتے ہیں:

جیسے بخاری مسلم کی بعض احادیث پر محدثین نے تنقید کی ہے۔ ③

اور محمد صاحب گوندلوی صحیح مسلم کی ایک حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحیحین میں جو مدلسین کی روایات ہیں وہ سماع پر محمول ہیں مگر یہ قاعدہ ان احادیث

① فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ۲ ص: ۲۲۰ ناشر دار المعرفة

بیروت ② جزء رفع الیدین: ۳۲ مسائل احمد بروایۃ عبد اللہ بن احمد ج ۱

ص: ۲۴۴ فقرہ: ۳۲۶۔ رد العینین لزبیر علی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

③ رفع یدین وآئین عبد اللہ ص: ۱۳۳ بحوالہ نور الصباح للشیخ حبیب اللہ

میں چلتا ہے جہاں تنقید نہ ہوئی ہو یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں رہتا اور حدیث زیر بحث پر تنقید

ہو چکی ہے۔ ①

تو اگر ہر تنقید و کلام حدیث کے لیے نقصان دہ نہ ہو جائے تو بخاری و مسلم کی روایات بھی مردود ہو گئی۔ لہذا جس طرح بخاری و مسلم کی روایات باوجود تنقید و کلام کے زیر صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ثابت نہیں ہو گئی اسی طرح امام احمد کے اس کلام سے حدیث عبد اللہ بن مسعود بھی ضعیف ثابت نہیں ہوگی۔

وہ کلام یہ ہے جسے زیر صاحب نے نقل نہیں کیا۔

قُلْتُ لَابِي حَدِيثَ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأَصْلَى بَكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً. حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الضَّرِيرُ قَالَ كَانَ وَكِيعٌ رُبَّمَا قَالَ يَعْنِي ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ أَبِي وَكِيعٌ يَقُولُ هَذَا مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ يَعْنِي ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ أَبِي وَقَالَ الْأَشْجَعِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ شَيْءٍ قَالَ أَبِي وَحَدِيثَ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ رَوَاهُ ابْنُ АДْرِيسَ فَلَمْ يَقُلْ ثُمَّ لَا يَعُودُ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَكَعَ وَطَبَقَ يَدَيْهِ فَجَعَلَهَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ فَبَلَغَ سَعْدًا فَقَالَ صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ ثُمَّ أَمَرْنَا بِهِذَا وَآخِذَ بِرُكْبَتَيْهِ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ هَكَذَا. قَالَ أَبِي لَفْظٌ غَيْرُ لَفْظِ وَكِيعٍ وَكِيعٌ كَانَ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَى نَفْسِهِ فِي حِفْظِ الْحَدِيثِ ②

① خیر الکلام محمد گوندازی ص: ۳۰۵ ناشر مکتبہ نعمانیہ

② مسائل احمد بروایہ ابنہ عبد اللہ ص: ۷۱ ناشر المکتب الاسلامی بیروت

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے حدیث ابن مسعود قلم بریفہ فیہ الامرۃ کے متعلق پوچھا تو میرے والد نے فرمایا ابو عبد الرحمن الضریر کہتے تھے کہ وکیع بسا اوقات لا یعود کے الفاظ کہتے تھے (یعنی بعض اوقات نہیں کہتے تھے) میرے والد نے فرمایا کہ وکیع ان الفاظ کو اپنی طرف سے کہتے تھے اور اشجعی نے اس حدیث میں کہا کہ پہلی مرتبہ میں ہاتھ اٹھائے اور عبداللہ بن ادریس نے جب عاصم بن کلیب سے یہ روایت نقل کی ہے تو اس میں لا یعود کے الفاظ نہیں کہے ہیں چنانچہ میرے استاذ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ادریس نے مجھے عاصم بن کلیب سے یہ روایت لکھوائی تو وہ اس طرح تھی:

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز سکھائی پس تکبیر کہی اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رکوع کیا اور رکوع میں تطبیق کی جب سعد رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا میرے بھائی عبداللہ سچ کہہ رہے ہیں لیکن ہم یہ تطبیق پہلے زمانے میں کرتے تھے پھر اللہ کے رسول نے ہمیں گھٹنوں کے پکڑنے کا حکم دیا۔

میرے والد نے فرمایا کہ عاصم کی حدیث یہ ہے اور وکیع کے الفاظ اس کے علاوہ ہیں اور وکیع حدیث کے یاد کرنے میں اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

امام احمد کے اس کلام میں چار باتیں قابل غور ہیں۔

۱۔ ابو عبد الرحمن الضریر کہتے تھے کہ وکیع بسا اوقات ”لا یعود“ کے الفاظ کہتے تھے (یعنی بعض اوقات نہیں کہتے تھے)

۲۔ وکیع ان الفاظ کو اپنی طرف سے کہتے تھے

۳۔ اشجعی نے اس حدیث میں کہا کہ پہلی مرتبہ میں ہاتھ اٹھائے

۴۔ عبداللہ بن ادریس کی روایت کو وکیع کے مقابلے میں ترجیح دینا

جہاں تک تعلق ہے پہلی بات کا تو کبھی [لا یعود] کو نقل نہ کرنا یہ اس روایت میں ان الفاظ کے عدم ثبوت کی دلیل نہیں کیونکہ محدثین کی عادت ہے بسا اوقات یہ حضرات حسب



ضرورت روایت کو مختصر کر دیتے ہیں] کمالاً لا یخفی علی من لہ ذوق فی الحدیث [ اسی بنیاد پر وکیع بن الجراح جب کسی مجلس میں صرف پہلے مقام پر رفع الیدین کے ثابت کرنے کی ضرورت محسوس کرتے تو روایت کو مختصر کرتے لایعود کے الفاظ کو ذکر کرتے اور جب کسی مجلس میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کی نفی کرنے کی ضرورت محسوس کرتے تو اس روایت کو مکمل لایعود کے الفاظ کے ساتھ نقل کرتے لہذا کسی موقع پر روایت کو مختصر نقل کرنا اس کی تفصیل کے منافی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری بات کا تو اس کے دو جوابات ہیں۔

۱۔ جب وکیع بن الجراح سب کے نزدیک ثقہ ہے خصوصاً امام احمد بن حنبل کے ہاں تو ثقہ و متقی ہے چنانچہ اس کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَوْعَى لِلْعِلْمِ وَلَا أَحْفَظَ مِنْ وَكِيعٍ. قُلْتُ: كَانَ أَحْمَدُ يُعْظِمُ وَكِيعًا، وَيُفْخِمُهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ الْمَصِصِيُّ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ: وَكِيعٌ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَوْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ؟ فَقَالَ: وَكِيعٌ. قُلْتُ: كَيْفَ فَضَّلْتَهُ عَلَى يَحْيَى، وَيَحْيَى وَمَكَانُهُ مِنَ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ مَا قَدْ عَلِمْتُ؟ قَالَ: وَكِيعٌ كَانَ صَدِيقًا لِحَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، فَلَمَّا وَلِيَ الْقَضَاءَ، هَجَرَهُ، وَإِنَّ يَحْيَى كَانَ صَدِيقًا لِمُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ، فَلَمَّا وَلِيَ الْقَضَاءَ، لَمْ يَهْجُرْهُ يَحْيَى. ①

میں نے وکیع سے بڑھ کر کسی کو بھی علم کی حفاظت کرنے والا اور احفظ یعنی زیادہ یادداشت والا نہیں دیکھا ذہنی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل وکیع کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ محمد بن عامر المصیسی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ کو وکیع زیادہ محبوب ہے یا یحییٰ بن سعید؟ تو امام احمد نے کہا وکیع۔ میں نے پوچھا کیوں جبکہ یحییٰ کا علمی مقام اور حافظہ ① سیر اعلام النبلاء للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۹ ص: ۱۴۴ ناشر مؤسسة الرسالة

آپ کو معلوم ہے تو حضرت نے فرمایا یہ اس لیے کہ اس کے دوست حفص بن غیاث کو جب ثقہ کا عہدہ ملا تو اس نے اس سے دوستی ہی ختم کر دی لیکن جب یحییٰ کے دوست معاذ بن معاذ کو ثقہ کا عہدہ ملا تو اس نے اس سے دوستی ختم نہیں کی۔

تو ایسے ثقہ و متقی راوی کی طرف بلا دلیل یہ نسبت کرنا کہ وکیع یہ الفاظ اپنی طرف سے کہتے تھے انتہائی نامناسب ہے۔ لہذا یہ کلام مردود ہے۔ جیسے کہ زیر علی زئی صاحب ایک مقام پر کہتے ہیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے؟ ①

میں بھی کہتا ہوں کہ جب وکیع امام احمد بن حنبل کے نزدیک ثقہ و امام ہے تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر جھوٹ بنانے یا غلطی کرنے والا قرار دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ اس حدیث میں [لا یعود] کے الفاظ کو امام عبد اللہ بن مبارک نے بھی نقل کیا ہے تو کیا عبد کیونکہ نسائی میں [لم یعد] کے الفاظ کو امام عبد اللہ بن مبارک نے بھی نقل کرتے تھے؟ حاشا وکلا۔

اللہ بن مبارک بھی یہ الفاظ اپنی طرف سے نقل کرتے تھے؟ حاشا وکلا۔ اور جہاں تک تعلق ہے تیسری بات کا تو اشجعی اگرچہ یہ الفاظ نقل نہ بھی کرے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اشجعی سے اوثق رواۃ مثلاً وکیع بن الجراح اور ابن مبارک اس لا یعود کی زیادتی نقل کرتے ہیں۔ اور زیادة الثقة مقبول ہوتی ہے جیسے کہ زیر علی زئی لکھتے ہیں:

ایک صحیح روایت میں کسی بات کا ذکر ہو اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو یہ کوئی جرح نہیں.....  
.....ثقة کی زیادت، محدثین کا ہاں مقبول ہوتی ہے۔ ②

① مسئلہ فاتحہ خلف الامام زیر علی زئی ص: ۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

② جزء رفع الیدین مترجم زیر علی زئی ص: ۳۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ



اس طرح میں بھی کہتا ہوں کہ جب وکیع اور عبد اللہ بن مبارک کی بیان کردہ صحیح روایت میں لایعود کی زیادتی موجود ہے تو اشجعی کی روایت میں مذکور نہ ہونا یہ نفی کی دلیل نہیں ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے چوتھی بات یعنی عبد اللہ بن ادریس کی روایت کو وکیع کی روایت پر ترجیح دینے کا تو یہ ترجیح کی صورت اس وقت پیش آتی جب وکیع کی روایت عبد اللہ بن ادریس کی روایت کے خلاف ہوتی جبکہ یہاں وکیع کی روایت میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کی نفی [لایعود] کے ساتھ ہے اور ابن ادریس کی روایت میں دیگر مقامات کا تذکرہ نہیں گویا کہ وکیع کی روایت میں وہ زیادت ہے جو ابن ادریس کی روایت میں نہیں تو جمہور محدثین کے ہاں اصول ہے کہ ثقہ کی زیادت قبول ہے۔ لہذا امام احمد کی جرح محدثین کے اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ جیسے کہ زبیر علی زنی لکھتے ہیں:

لہذا حافظ ابن عبد البر کا قول اصول حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ❶

اور یہ جرح امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں اس طرح نقل کی ہے:

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ قَالَ: نَظَرْتُ فِي كِتَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ لَيْسَ فِيهِ: ثُمَّ لَمْ يُعَدِّ. فَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّ الْكِتَابَ أَحْفَظُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لِأَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا حَدَّثَ بِشَيْءٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْكِتَابِ فَيَكُونُ كَمَا فِي الْكِتَابِ. ❷

احمد بن حنبل اپنے استاذ یحییٰ بن آدم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ادریس کی کتاب میں یہ حدیث دیکھی جو عاصم بن کلین سے مروی ہے اس کتاب میں لم یعد کے الفاظ نہیں تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں یوں یعنی بغیر لم یعد کے زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ بسا اوقات کوئی شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے پھر جب کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے تو

❶ مسئلہ فاتحہ خلف الامام زبیر علی زنی ص: ۵۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاة لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ص ۲۸ ناشر دار الارقم الکویت



کتاب میں اسی طرح پاتا ہے جس طرح بیان کی تھی۔

امام بخاری یہاں کہنا یہ چاہتے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے لم یعد کی زیادت اگرچہ اس کے شاگرد سفیان ثوری کی روایت میں موجود ہے لیکن عبد اللہ بن ادریس کی روایت میں یہ زیادت نہیں اور زیادہ صحیح حدیث عبد اللہ بن ادریس کی ہے جو لم یعد کی زیادت سے خالی ہے۔  
جواب: اولاً تو عبد اللہ بن ادریس کی کتاب میں [لم یعد] کا نہ لکھا ہونا یا اس حدیث میں ان الفاظ کے نہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان الفاظ کے لکھنے سے پہلے کوئی عذر پیش آیا ہو اور پھر لکھنے کا موقع نہ ملا ہو لیکن اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ عبد اللہ بن ادریس کی روایت میں [لم یعد] کے الفاظ نہیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ سفیان ثوری ثقہ امام کی روایت میں [لم یعد] کی زیادت موجود ہے اور جمہور محدثین کے ہاں زیادت ائقہ مقبول ہے لہذا امام بخاری کی یہ جرح صرف جمہور محدثین ہی نہیں بلکہ اپنے اس اصول کے بھی خلاف ہے جسے حضرت نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اس لیے مردود ہے۔ البتہ بخاری کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:  
وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ، وَالْمُفَسَّرُ يَقْضَىٰ عَلَى الْمُبْتَدِئِ، إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبَاتِ ①  
اور زیادت قبول ہے اور حدیث مفسر مبہم کا فیصلہ کرتی ہے جب اس کو ثقہ رواۃ نقل کریں۔  
جیسے کہ زیر علی زنی لکھتے ہیں:  
لہذا حافظ ابن عبد البر کا قول اصول حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ②

## ۴- ابو حاتم کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زیر علی زنی لکھتے ہیں ابو حاتم رازی (متوفی ۲۷۷) نے کہا:  
هَذَا خَطَا؛ يُقَالُ: وَهَمَ فِيهِ الثَّوْرِيُّ، وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَاصِمٍ جَمَاعَةٌ فَقَالُوا كُلُّهُمْ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ

① صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج ۲ ص ۱۲۶  
ناشر دار طوق النجاة ② مسئلہ فاتح خلف الامام زیر علی زنی ص ۵۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

رُكِّعَ، فَطَبَّقَ، وَجَعَلَهَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ. وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ

یہ حدیث خطا ہے کہا جاتا ہے کہ (سفیان) ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔ [علل الحدیث ج ۱ ص ۲۵۸ ح ۹۶] ❶

جواب: اولاً تو ابو حاتم متشدد ہیں جیسے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قلت: قد علمت عن أبي حاتم في الرجال، وإلا فالشيخان قد احتجابه ❷  
میں کہتا ہوں اس سے ابو حاتم کا ضد اور ہٹ دھرمی معلوم ہوگئی کیونکہ اس نے اس راوی پر جرح کی ہے جس سے بخاری مسلم نے استدلال کیا ہے۔  
لہذا جب بقول ذہبی یہ ضدی قسم کا آدمی ہے تو سفیان ثوری کی اس صحیح حدیث کو اس کی جرح کی بنیاد پر کیسے ضعیف سمجھا جاسکتا ہے؟

نیز زیر صاحب کے استاذوں کے استاذ محمد صاحب گوندلوی بھی لکھتے ہیں:

جرح کرنے والا اگر متعنت اور متشدد ہو تو اس کی توثیق تو معتبر ہے جرح معتبر نہیں

..... متشددین میں ابو حاتم (ان میں سے ایک ہیں) ❸

ثانیاً: یہ روایت ثوری کی خطا نہیں بلکہ ابو حاتم کی جرح خطا پر مشتمل ہے وہ اس طرح کہ ابو حاتم اس عبارت میں سفیان ثوری کے خطا کی وجہ یہ بتا رہے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے اس روایت کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس روایت میں [لم يعد]

❶ نور العینین لزمیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ تذکرۃ الحفاظ لمحمد بن احمد بن عثمان

الذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۲ ص ۸۴ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

❸ خیر الکلام لمحمد گوندلوی ص: ۴۶ ناشر مکتبہ نعمانیہ

کے الفاظ نقل نہیں کیے ہیں صرف سفیان ثوری نے نقل کیے ہیں تو یہ بات تحقیق کے میدان میں غلط ہے کیونکہ اس روایت کو جو ابو حاتم نے یہاں نقل کی ہے ان الفاظ کے ساتھ عاصم بن کلیب سے صرف عبد اللہ بن ادریس نے نقل کی ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام سامنے نہیں آیا لہذا جماعت کی طرف نسبت کرنا ابو حاتم کی خطا ہے۔

یہاں صرف اتنی بات ہے کہ عاصم بن کلیب سے جب اس روایت کو عبد اللہ بن ادریس نقل کرتے ہیں تو [لم یعد] کے الفاظ نقل نہیں کرتے ہاں سفیان ثوری [لم یعد] کی زیادت کو نقل کرتے ہیں تو ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ثقہ کی زیادت قبول ہے۔

تنبیہ: زیر صاحب نے ابو حاتم کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکیٹ میں جو اختصار کا لفظ لگایا ہے یہ زیر صاحب نے اپنی فیکٹری سے بنایا ہے ابو حاتم کی اس عبارت میں اس لفظ کا نام و نشان نہیں نیز کسی بھی محدث سے یہ وضاحت ثابت نہیں ہے کہ سفیان ثوری اس روایت کے اختصار میں وہم ہوا ہے حق بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن ادریس کی یہ روایت جو تطبیق کے سلسلے میں ہے یہ اور ہے اور سفیان ثوری کی روایت اور ہے لہذا کسی کی روایت کسی کے خلاف نہیں ہے۔ تطبیق والی روایت اپنی جگہ پر صحیح ہے اور ترک رفع الیدین یعنی [لم یعد] والی روایت اپنی جگہ پر صحیح ہے۔

### ۵۔ امام دارقطنی کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زیر علی زئی لکھتے ہیں: الامام دارقطنی (متوفی ۳۵۴) نے اسے غیر محفوظ قرار

دیا۔ [دیکھیے العلل للدارقطنی ج ۵ ص: ۳۷ مسئلہ ۸۰۴] ①

جواب: اولاً: امام دارقطنی نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور متن میں [لم

یعد] کے لفظ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

وَأِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَفِيهِ لَفْظَةٌ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، ذَكَرَهَا أَبُو حُدَيْفَةَ فِي

① نور العینین لزیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ



حَدِيثِهِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، وَهِيَ قَوْلُهُ: "ثُمَّ لَمْ يَعُدْ" ①

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن اس میں ایک لفظ **ثم** [لم يعد] غیر محفوظ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ زیر صاحب سند کے سلسلے میں امام دارقطنی کے فیصلے پر اعتماد نہیں کرتے کیونکہ زیر صاحب نے اس حدیث کی سند کو سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف بتایا ہے لیکن متن کے بارے میں امام دارقطنی کے فیصلے پر اعتماد کرتے ہیں اور اسے غیر محفوظ قرار دیتے ہیں۔

ثانیاً: یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ جب اس کی پسندیدہ روایت پر امام بخاری جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث اور ابو حاتم و یحییٰ غیر محفوظ کی جرح کرتے ہیں تو وہاں اس جرح کو غیر مفسر کرادے کر رد کرتے ہیں لیکن جب امام دارقطنی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر یہی جرح کرے تو اس جرح کو مفسر کرادے کر ضعیف کہتے ہیں ایسے انصاف کو ہمارا دورے سلام۔ البتہ زیر صاحب کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابو حاتم اور امام یحییٰ نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری امام ابو حاتم اور امام یحییٰ کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے؟ ②

لہذا ہم بھی کہتے ہیں کہ امام دارقطنی کی یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے مردود ہے۔

۶۔ ابن حبان کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زیر علی زئی لکھتے ہیں: حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴) نے (کتاب الصلوة

میں کہا:

① العلل الواردة للدارقطنی (متوفی ۳۸۵) ج ۵ ص ۱۷۲ ناشر دار طيبة - ریاض

② مسئلہ فتنہ خلف الامام ل زیر علی زئی ص ۴۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہیں۔<sup>(۱)</sup>

جواب: اولاً: ابن حبان جرح میں متشدد شمار کیے جاتے ہیں اس لیے اس کی جرح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فیتأمل هذا، فإن ابن حبان صاحب تشنيع وشغب.<sup>(۲)</sup>

پس اس کے متعلق غور و فکر کیا جائے اس لیے کہ ابن حبان طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے۔

ثانیاً: غلطیاں کرتے ہیں: چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد ذكره أبو عمرو بن الصلاح في طبقات الشافعية، وقال: ربما

غلط الغلط الفاحش في تصرفاته<sup>(۳)</sup>

ابو عمرو بن صلاح نے اس کے متعلق طبقات الشافعية میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے

تصرفات میں بہت بری غلطیاں کی ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں اس روایت میں بلاوجہ علتیں نکالنا ان کی غلطیوں میں سے ہے۔

ثالثاً: غیر مقلد علماء نے بھی ابن حبان کے اس قول کو رد کیا ہے چنانچہ احمد حمد شا کر غیر

مقلد لکھتے ہیں:

وهذا الحديث صحيحه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث

صحيح وما قالوه في تعليله ليس بعللة<sup>(۴)</sup>

اس حدیث کو ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور وہ

① نور العینین الزبیری علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② میزان الاعتدال للذہبی (متوفی

۷۴۸) ج ۱ ص: ۲۹۰ ناشر دار المعرفۃ بیروت ③ تذکرۃ الحفاظ للذہبی (متوفی

۷۴۸) ج ۳ ص: ۹۰ ناشر دار الکتب العلمیہ ④ سنن الترمذی بتحقیق احمد محمد

شا کر ج ۲ ص: ۴۱ ناشر مکتبہ و مطبعۃ مصطفی البابی

جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

اور شعب الارناؤط اور محمد زہیر الشاویش غیر مقلد یہ دونوں حضرات شرح السنہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

حسنہ الترمذی و صححہ غیر واحد من الحفاظ و ما قالوہ فی تعلیلہ

### لیس بعلہ ❶

اس حدیث کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہے اور حفاظ میں سے بہت سارے حفاظ حدیث نے اس کو صحیح قرار دیا ہے وروہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

والعاجیہ جرح غیر مفسر ہے کیونکہ ابن حبان نے وہ علتیں بیان نہیں کی ہیں کہ وہ کوئی علتیں ہیں جو اس روایت کو باطل کرتی ہیں۔ اس لیے یہ جرح مردود ہے۔

### ۷۔ امام ابوداؤد کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد بخستانی (متوفی ۲۷۵) نے کہا ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس ہو بصحیح علیٰ هذا اللفظ [سنن ابی داؤد نسخہ حمصیہ ج ۱ ص: ۷۸، ۷۹ ح ۷۴۸] ❷

جواب: اولاً: امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس جرح کا ثبوت مشکوک ہے کیونکہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں اگرچہ یہ جرح موجود ہے لیکن متداول نسخوں میں موجود نہیں ہے تو جب اس جرح کے ثبوت میں شک و احتمال آگیا تو اس سے استدلال بھی باطل ہو گیا کیونکہ متفق

❶ شرح السنۃ بتحقیق شعب الارناؤط و محمد زہیر الشاویش ج ۳ ص: ۲۴ ناشر المکتب الاسلامی بیروت ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ



علیہ قاعدہ ہے [اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال] جیسے کہ شمس الحق غیر مقلد نے اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے: اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

(يُشِيرُ بِكَفِّيهِ) أَيْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ (حِينَ يَقُومُ) لِلصَّلَاةِ وَيَسْتَفْتِحُ (وَحِينَ يَسْجُدُ) اسْتِدْلَالٌ بِهِ عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ لَكِنِ اسْتِدْلَالٌ بِهِ عَلَيْهِ نَامٍ لِأَنَّهُ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ حِينَ يَسْجُدُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لِلْسُّجُودِ كَمَا فِي الرَّوَايَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَإِذَا جَاءَ الْإِحْتِمَالُ بَطَلَ اسْتِدْلَالُ ①

عبدالرحمن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَأَمَّا حَدِيثُ مَرْوَانَ الْأَصْغَرِ فَهُوَ أَيْضًا لَا يَدُلُّ عَلَى نَسْخِ ذَلِكَ الْقَانُونِ لِأَن قَوْلَ بَنِ عُمَرَ فِيهِ إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ يُحْتَمَلُ أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْتَمَلُ أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ اسْتِنَادًا إِلَى الْفِعْلِ الَّذِي شَاهَدَهُ وَرَوَاهُ فَكَانَهُ لَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ مُسْتَدِيرًا الْقِبْلَةَ فَهَمَّ اخْتِصَاصَ النَّهْيِ بِالْبَيِّنَانِ فَلَا يَكُونُ هَذَا الْفَهْمُ حُجَّةً فَإِذَا جَاءَ الْإِحْتِمَالُ بَطَلَ اسْتِدْلَالُ ②

قاضی شوکانی غیر مقلد نے اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَمَعَ الْإِحْتِمَالِ يَسْقُطُ اسْتِدْلَالُ ③.

- ① عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (۱۳۲۹) ج ۲ ص: ۳۰۹ ناشر دار الكتب العلمية ② تحفة الاحوذی لعبد الرحمن مبارکپوری (متوفی ۱۳۵۳) ج ۱ ص: ۴۹ ناشر دار الكتب العلمية ③ نیل الاوطار لمحمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰) ج ۱ ص: ۲۴۶ ناشر دار الحديث مصر

ثالثاً: ابن قطان فاسی نے ابوداؤد کی اس جرح کو اس کا وہم قرار دیا ہے۔ اصلی عبارت

ملاحظہ فرمائیں:

وَالَّذِي تَوَهُمَهُ أَبُو دَاوُدَ: مِنْ أَنَّهُ مُخْتَصَرٌ، قَدْ بَيَّنَّ مَتَوَهُمَهُ مِنْ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ، بِاتِّبَاعِهِ إِيَّاهُ حَدِيثَ ابْنِ إِدْرِيسَ، وَرِوَايَتَهُ لَهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ إِلَّا مَرَّةً. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَلِمْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ: فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ، طَبَقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا، ثُمَّ أَمَرْنَا بِهَذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ ①

ثالثاً: اس جرح کا بنیاد اس بات پر ہے کہ عبد اللہ بن ادریس کی روایت میں یہ زیادت موجود نہیں اور ہم ماقبل میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ جرح فاسد ہے لہذا فاسد پر مبنی جرح بھی فاسد ہے۔

## ۸۔ یحییٰ بن آدم کا کلام اور اس کا جواب

یحییٰ بن آدم (متوفی ۲۰۳) دیکھیے جزء رفع الیدین ص: ۳۲ ②

① بیان الوہم والایہام لابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸) ج ۳ ص: ۳۶۶ ناشر دار

طیبة-الریاض ② نور العینین لزییر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

جواب: یحییٰ بن آدم کی جرح کا جواب جرح نمبر ۳ یعنی امام احمد بن حنبل کی جرح کے ضمن میں گذر چکا ہے وہاں دوبارہ دیکھیے۔

## ۹۔ امام بزار کا کلام اور اس کا جواب

زبیر علی زئی لکھتے ہیں: ابوبکر احمد بن عمر والہزار (متوفی ۲۹۲) نے اس حدیث پر جرح

کی۔ [المحر الزخارج ۵ ص: ۲۷۷ ح ۶۰۸] ①

جواب: اولاً: امام بزار نے یہ جرح حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت پر نہیں کی ہے جس میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات میں [لَمْ يَعُدْ] کے لفظ کے ساتھ یا لم یرفع یدہ الا فی اول مرة کے الفاظ کے ساتھ رفع الیدین کی نفی ہے بلکہ امام بزار نے یہ جرح حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت پر کی ہے جو تطبیق کے متعلق ہے لہذا تطبیق والی روایت پر کی ہوئی جرح کو ترک رفع الیدین والی روایت پر منطبق کرنا انصاف کو پاش پاش کرنا ہے البتہ وہ اصلی کلام ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الضُّبَعِيُّ، قَالَا: نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخْذَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، وَعَاصِمٌ فِي حَدِيثِهِ اضْطَرَّابٌ، وَلَا سِيَّمَا فِي حَدِيثِ الرَّفْعِ ذَكَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، وَرَوَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَرَوَى عَنْ



مُحَارِبِ بْنِ دَثَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أَيْضًا، وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَاهُ يَرْفَعُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

قارئین کرام اس عربی عبارت کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا یہاں پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت کا کوئی تذکرہ ہے جس سے ہم نے استدلال کیا ہے ہرگز نہیں۔

ثانیاً: اس عبارت میں امام بزار نے عاصم بن کلیب کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ اس کی حدیث میں (ویسے بھی) اضطراب ہوتا ہے (یعنی مضطرب الحدیث ہے) خصوصاً رفع الیدین والی روایت میں تو اضطراب ہے ہی۔ اب زیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا آپ عاصم بن کلیب کے متعلق امام بزار کا فیصلہ تسلیم کر کے اس کو مضطرب الحدیث ماننے کے لیے تیار ہو؟ ہرگز نہیں کیوں کہ عاصم بن کلیب کو مضطرب الحدیث ماننے والی صورت میں آپ کی گاڑی بھی نہیں چلے گی آپ نے اپنی گاڑی چلانے کے لیے عاصم بن کلیب کو کئی مقامات پر ثقہ لکھا ہے جیسے کہ جزء رفع الیدین ص: ۵۲ میں آپ نے عاصم بن کلیب کی حدیث کو صحیح لکھا ہے تو جب آپ خود امام بزار کا فیصلہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے تو دوسروں پر کیوں الزام قائم کرتے ہو؟

ثالثاً: اس عبارت میں امام بزار نے عاصم بن کلیب کی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد والی رفع الیدین کی روایت کو بھی مضطرب قرار دیا ہے لیکن آپ کو اس کے متعلق یہ جرح نظر نہیں آئی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک رفع الیدین والی روایت جس کا یہاں پر ذکر تک نہیں آپ نے اس جرح کو اس کے ساتھ منطبق کر دیا ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

۱۰۔ محمد بن وضاح کا کلام اور اس کا جواب:

حافظ زیر علی زئی لکھتے ہیں:

محمد بن وضاح (متوفی ۲۸۹) نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو ضعیف کہا  
 (التمہید ج ۹ ص: ۲۲۱ وسندہ قوی) ①  
 جواب: محمد بن وضاح کی یہ جرح غیر مفسر ہے جیسے کہ حافظ زبیر علی صاحب  
 استاذوں کے استاذ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

یہ جرح بھی غیر مفسر ہے کہ فلاں راوی ضعیف ہے اور ضعف کی وجہ بیان نہ کریں۔ ②  
 میں بھی کہتا ہوں کہ محمد بن وضاح نے چونکہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بیان  
 نہیں کی ہے اس لیے مردود ہے۔ البتہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:  
 مُحَمَّدُ بْنُ وَضَّاحٍ يَقُولُ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرَوِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ ثُمَّ لَا يَعُودُ ضَعِيفَةً كُلَّهَا ③

نیز جب ابن سعد کاتب الواقدی نے عبد الاعلیٰ راوی پر جرح کی کہ [لم یکن بالقوی  
 فی الحدیث] یعنی یہ حدیث میں قوی نہیں (بلکہ کمزور و ضعیف ہے) تو زبیر علی زئی نے اس  
 جرح کو حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے غیر مفسر قرار دے کر رد کر دیا۔ دیکھیے: ④

۱۱۔ امام بخاری کا کلام اور اس کا جواب:

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

امام بخاری (متوفی ۲۵۶) دیکھیے جزء رفع الیدین۔ ⑤  
 جواب: امام بخاری کے کلام کا جواب امام احمد رحمہ اللہ کے کلام نمبر ۳ کے تحت گذر

چکا ہے۔

① نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② خیر الکلام ل محمد گوندلوی ص: ۴۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ

③ التمهید لما فی الموطا لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج ۹ ص: ۲۲۱ ناشر وزارة

عموم الاوقاف

④ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۹۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ⑤ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

## ۱۲- ابن القطان الفاسی کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸) سے زلیعی حنفی نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس

زیادت (دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا۔ [نصب الرایۃ ج ۱ ص: ۳۹۵] ①

جواب: ابن قطان فاسی کی کتاب بیان الوہم والایہام میں اس جرح کا نام و نشان نہیں جیسے کہ زبیر صاحب خود بھی اقرار کرتے ہیں کہ مجھے یہ کلام بیان الوہم والایہام میں نہیں ملا (ج ۳ ص: ۳۶۵ تا ۳۶۷ فقرہ ۱۱۰۹) تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے۔ ②

رہی بات اشارے کی تو اشارہ خود مبہم چیز ہوتا ہے جس سے یقینی طور پر کوئی چیز معلوم نہیں ہو سکتی ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ابن قطان فاسی کے اس کلام میں جرح کرنے والوں پر رد ہے چنانچہ ابن قطان ابوداؤد کی جرح [لیس بصحیح علیٰ ہذا اللفظ] کو وہم قرار دے رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي تَوَهُمَهُ أَبُو دَاوُدَ: مِنْ أَنَّهُ مُخْتَصَرٌ، قَدْ بَيَّنَّ مَتَوَهُمَهُ مِنْ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ، بِاتِّبَاعِهِ إِيَّاهُ حَدِيثَ ابْنِ إِدْرِيسَ، وَرِوَايَتَهُ لَهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ إِلَّا مَرَّةً. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

① نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ تا ۱۳۴ مکتبہ اسلامیہ ② نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ تا ۱۳۴ مکتبہ اسلامیہ



الْأَسْوَدُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَلِمْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ: "فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ، طَبَقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: قَبْلَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا، ثُمَّ أَمَرْنَا بِهَذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فَمَنْ هَذَا زَعَمَ أَبُو دَاوُدَ أَنَّهُ اخْتَصَرَ حَدِيثَ وَكِيعٍ، فَتَبَيَّنَ مَعْنَاهُ وَكَمَا فَعَلَ أَبُو دَاوُدَ فَعَلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، مِنْ مُعَارَضَةِ رِوَايَةِ وَكِيعٍ عَنِ الثَّوْرِيِّ، بِرِوَايَةِ ابْنِ إِدْرِيسَ.

وہ جو ابوداؤد کو وہم ہوا ہے کہ اس نے کہا کہ یہ حدیث مختصر کی گئی ہے تو اس نے اپنے وہم پر دلیل یوں پیش کی کہ ابوداؤد نے سفیان کی روایت کے بعد عبد اللہ بن ادریس کی روایت لائی (جس میں پہلی تکبیر میں رفع الیدین کا ذکر ہے اور پھر دوبارہ نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے) اور جس طرح ابوداؤد نے کیا ہے (یعنی وکیع کی روایت کو عبد اللہ بن ادریس کی روایت کے معارض سمجھا ہے) اسی طرح احمد بن حنبل نے بھی وکیع عن الثوری کی روایت کو عبد اللہ بن ادریس کی روایت کے معارض سمجھا ہے (لہذا احمد بن حنبل کو بھی وہم ہوا ہے)

آگے ابن قطان لکھتے ہیں:

وَالَّذِي فَعَلَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ مِنْ إِبْهَامِ هَذَا الْحَدِيثِ، وَالْإِحَالَةَ بِهَا عَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ نَصْرٍ يُوْهِمُ أَنَّ عِنْدَهُ فِيهِ مَزِيدًا، وَلَيْسَ كَذَلِكَ. وَالْحَدِيثُ عِنْدِي لِعَدَالَةِ رَوَاتِهِ أَقْرَبُ إِلَى الصَّحَّةِ، وَمَا بِهِ عِلَّةٌ سِوَى مَا ذَكَرْتُ. ①

وہ جو ابو محمد نے اس حدیث میں مبہم علتیں بتائی ہیں اور ان کو محمد بن نصر کی طرف منسوب کیا ہے اس سے تو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں مزید بھی علتیں ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں میرے نزدیک یہ حدیث راویوں کی عدالت کی وجہ سے صحت کے قریب (یعنی

① بیان الوهم والایہام لابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸) ج ۳ ص ۳۶۷ ناشر دار

حسن ہے) اور اس میں کوئی علت نہیں ہے سوائے اس کے جو میں نے ذکر کی (وہ علت ابو داؤد سے ذکر کی تھی جس کو ابو داؤد کا وہم قرار دیا)

رہی بات زبیلی رحمہ اللہ کی تو زبیلی سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی ہے بقول زبیر علی زئی انسان خطا کا پتلہ ہے دیکھیے [جزء رفع الیدین ص: ۲۶] لہذا بقول زبیری رحمہ اللہ [وکل احد یؤخذ من قوله ویترك إلا رسول الله] ①

### ۱۳- عبد الحق الاشبیلی کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: عبد الحق الاشبیلی نے کہا ”لا یصح“ الاحکام الواسطی ج ۱ ص: ۳۶۷ ②

جواب: اولاً تو صحیح کی نفی حسن کی نفی کو مستلزم نہیں ہے جیسے کہ غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

فمعنی لم یصح ولم یثبت واحد وهو نفی السند الصحیح فیبقی تحتہ السند الحسن ③

[لم یصح] اور [لم یثبت] کا معنی ایک ہی ہے یعنی یہ سند صحیح نہیں بلکہ حسن ہے۔  
ثانیاً: عبد الحق صاحب نے صحیح نہ ہونے کی وجہ بیان نہیں کی ہے اس لیے جرح غیر مفتر لہذا مردود ہے۔

### ۱۴- ابن الملقن کا کلام اور اس کا جواب:

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

- ① تذکرہ الحفاظ للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۲۳۱ ناشر دار الکتب العلمیہ
- ② نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ③ غنیۃ الالمعی لشمس الحق مع المعجم الصغیر ج ۲ ص: ۱۵۸ ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن الملقن (متوفی ۸۰۴) نے اسے ضعیف کہا [البدر المنیر ج ۳ ص ۴۹۲] ①  
 جواب: ابن الملقن نے اس حدیث کے ضعف کے جتنے وجوہات بیان کیے ہیں وہ  
 سب کے سب غلط ہیں مثلاً ابن مبارک نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں امام احمد بن حنبل اور  
 یحییٰ بن آدم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے وغیرہ ان تمام حضرات کے اقوال پر ہم نظر قائم  
 کر کے ان کے اقوال کو فاسد بتا چکے ہیں تو چونکہ ابن الملقن کا کلام بھی اسی فاسد کلام پر  
 مشتمل ہے لہذا یہ [بناء الفاسد علی الفاسد] ہے۔ ابن الملقن کی اصلی عبارت  
 ملاحظہ فرمائیں:

وَأَمَّا (الْجَوَابُ عَنْ) الْحَدِيثِ الثَّالِثِ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ فَهُوَ  
 حَدِيثٌ ضَعِيفٌ أَيْضًا، قَالَ الْبَيْهَقِيُّ (فِي سَنَنِهِ) قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَمْ يَثْبُتْ  
 عِنْدِي حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ هَذَا: ②

## ۱۵- حاکم کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الحاکم (متوفی ۴۰۵) الخلافيات للبيهقي بحواله البدر المنير ③

جواب: حاکم کی جرح کا بنیاد اس بات پر ہے کہ عاصم بن کلیب صحیح کے شرائط کا راوی  
 نہیں ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ عاصم بن کلیب کی روایت کو صحیح میں نہیں لایا گیا ہے اس لیے  
 کہ عاصم روایات کو مختصر کرتے تھے اور بالمعنی نقل کرتے تھے لہذا یہ لفظ لم بعد اس روایت میں  
 محفوظ نہیں ہے۔ دیکھیے اصلی عبارت:

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا الْخَبَرُ مُخْتَصَرٌ مِنْ أَصْلِهِ، وَعَاصِمٌ بَنُ

① نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② البدر المنیر لابن الملقن (متوفی ۸۰۴) ج ۳ ص: ۹۲ ناشر دار الهجرة الرياض ③ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ



كُلَيْبٌ يَعْنِي: الْمَذْكُورُ فِي الْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ لَمْ يَخْرُجْ حَدِيثُهُ فِي الصَّحِيحِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْتَصِرُ (الْأَخْبَارَ) يُؤَدِّيهَا عَلَى الْمَعْنَى، وَهَذِهِ اللَّفْظَةُ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ غَيْرَ مُحْفُوظَةٍ فِي الْخَبَرِ. ①

جبکہ خود حاکم نے عاصم بن کلیب کی دیگر روایات کو صحیح علی شرط مسلم کہا ہے لہذا حاکم سے جرح اور تعدیل کے دونوں قول متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہو گئے جیسے کہ ماقبل میں ذہبی سے یہ اصول نقل ہو چکا ہے۔ [تساقط قولاً ۵]۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَجَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ②

اگر کوئی کہے کہ امام حاکم کی مراد یہ ہے کہ عاصم بن کلیب صحیح بخاری کا راوی نہیں ہے تو میں جواب میں کہوں گا کیا حدیث کی صحت کے لیے بخاری کا راوی ضروری ہے صحیح مسلم کا ہونا کافی نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ زیر صاحب کی طرف سے بھی جواب یہی آئے گا کہ صحت حدیث کے لیے بخاری کا راوی ہونا شرط نہیں ہے ورنہ پھر زیر صاحب کی بھی گاڑی نہیں چلے گی کیونکہ وہ بھی اپنی گاڑی چلانے کے لیے عاصم بن کلیب کو ثقہ مانتے ہیں۔

## ۱۶- امام نووی کا کلام اور اس کا جواب

النووی (متوفی ۶۷۰) نے کہا: اتفقوا على تضعيفه (خلاصة الاحكام ج ۱ ص ۳۵۴ ح ۱۸۰) یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ ③

① البدر المنير لابن الملقن (متوفی ۸۰۴) ج ۳ ص ۹۳۰ ناشر دار الهجرة الرياض

② مستدرک للحاکم (متوفی ۴۰۵) ج ۱ ص ۳۴۶ ناشر دار الكتب العلمية

③ نور العینین لزمیر علی زکی ص ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

جواب: محدثین نے امام نووی کی اس بات کو رد کیا ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی

لکھتے ہیں:

وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ اتَّفَقُوا عَلَى تَضْعِيفِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ  
الزَّرْكَشِيُّ فِي تَخْرِيجِهِ وَنَقَلَ الْإِتِّفَاقَ لَيْسَ بِجَيِّدٍ فَقَدْ صَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ  
وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ وَغَيْرُهُمْ وَبَوَّبَ عَلَيْهِ النَّسَائِيُّ الرُّخْصَةَ فِي تَرْكِ  
ذَلِكَ. قَالَ ابْنُ دَقِيقٍ فِي الْمِلَامِ: عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ ثِقَّةٌ أَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ  
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ أَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا وَهُوَ تَابِعِيٌّ وَثَقَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ  
انْتَهَى. وَنَقَلَ الْحَافِظُ ابْنُ حُجْرٍ أَيْضًا فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الْهَدَايَةِ تَصْحِيحَ  
هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ الْقَطَّانِ وَالدَّارَقُطْنِيِّ ①

نووی نے خلاصۃ الاحکام میں کہا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر  
اتفاق کیا ہے زرکشی نے اس کی تخریج میں کہا ہے کہ نووی کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق  
نقل کرنا اچھی بات نہیں کیونکہ اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور دارقطنی اور ابن  
قطان وغیرہم نے بھی صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے کہ یہ باب ہے  
رفع الیدین کے چھوڑنے کی اجازت کے بیان میں اور ابن دقیق العید نے اپنی کتاب  
الامام میں کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے تابعی ہے اسے ابن معین وغیرہ  
نے ثقہ کہا ہے اور ابن حجر نے تخریج احادیث ہدایہ میں اس حدیث کی ابن قطان اور دارقطنی  
سے تصحیح نقل کی ہے۔

نیز بزمیر صاحب کو بھی اس قول کے غلطی کا احساس تھا اس لیے امام ترمذی کی خود ہی

① اللآلئ المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة لجلال الدین السیوطی (متوفی

۹۱۱ھ) ج ۲ ص ۱۸ ناشر دار الکتب العلمیہ

استثنا کی حالانکہ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ نووی سے پہلے ابن حزم نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا نیز میں کہتا ہوں کہ نووی سے پہلے ابوعلی طوسی (متوفی ۳۱۲) نے بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

## ۱۷۔ دارمی کا کلام اور اس کا جواب

الدارمی (متوفی ۲۸۰) بحوالہ تہذیب السنن للحافظ ابن القیم

الجوزیۃ (ج ۲ ص: ۴۴۹) ①

جواب: زبیر صاحب یہ جرح نقل کرنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں:

یہ حوالہ مجھے باسند صحیح نہیں ملا۔ ②

تو جب امام دارمی تک یہ جرح بقول آپ کے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہی نہیں تو پھر بھی جارحین میں محض بیس کے عدد پورے کرنے کے لیے اس جرح کو شمار کرنا علم و انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ ابن قیم نے یہ جرح دارمی سے بغیر حوالے کے نقل کی ہے۔ دیکھیے: ③

## ۱۸۔ بیہقی کا کلام اور اس کا جواب

البیہقی (متوفی ۴۵۸) بحوالہ تہذیب السنن (ج ۲ ص: ۴۵۹) و شرح المہذب للنووی

(ج ۳ ص: ۴۰۳) ④

جواب: زبیر صاحب یہ جرح نقل کرنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں:

یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا۔ ⑤

تو جب امام بیہقی تک یہ جرح بقول آپ کے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہی نہیں تو پھر بھی جارحین میں محض بیس کے عدد پورے کرنے کے لیے اس جرح کو شمار کرنا علم و انصاف کے

① نور العینین لزییر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ② نور العینین لزییر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

③ تہذیب السنن مع عون المعبود ج ۲ ص: ۳۱۸ ناشر دار الکتب العلمیۃ

④ نور العینین لزییر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ⑤ نور العینین لزییر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ



خلاف ہے۔ کیونکہ ابن قیم نے یہ جرح بیہقی سے بغیر حوالے کے نقل کی ہے۔ دیکھیے: ①

۱۹۔ محمد بن نصر مروزی کا کلام اور اس کا جواب  
محمد بن نصر مروزی (متوفی ۲۹۴) بحوالہ نصب الرایۃ ج ۱ ص: ۳۹۵ والا حکام

الواسطی لعبدالحق الاشعری ج ۱ ص: ۳۴۷ ②

جواب: نصب الرایۃ میں زیلعی نے محمد بن نصر سے اس کی کتاب رفع الیدین کے حوالے سے جرح تو نقل کی ہے لیکن جرح کی وجہ بیان نہیں کی ہے اس لیے یہ جرح بھی غیر مفسر ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ البتہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَقَدْ اَعْتَنَى الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمُرُوْزِيِّ بِتَضْعِيفِ هَذِهِ اللَّفْظَةِ فِي

كِتَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ ③

۲۰۔ ابن قدامہ کا کلام اور اس کا جواب:

ابن قدامہ المقدسی (متوفی ۶۲۰) نے کہا ضعیف [المغنی ج ۱ ص: ۲۹۵ مسئلہ ۲۹۰] ④

جواب: ابن قدامہ نے حدیث ابن مسعود کے ضعف کی وجہ عبد اللہ بن مبارک کی جرح لم یثبت حدیث ابن مسعود بتائی ہے اور ہم دلائل کے ساتھ اس جرح کو فاسد بتا چکے ہیں لہذا یہ جرح چونکہ اس فاسد جرح پر مشتمل ہے اس لیے یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

فَأَمَّا حَدِيثُهُمْ فَضَعِيفٌ فَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ ابْنُ

① تہذیب السنن مع عون المعبود ج ۲ ص: ۳۱۸ ناشر دار الکتب العلمیۃ وشرح المہذب للنووی (متوفی ۶۷۶) ج ۳ ص: ۴۰۳ ناشر دار الفکر ② نور العینین لزیلعی

زنّی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبۃ اسلامیہ ③ نصب الرایۃ لجمال الدین زیلعی (متوفی ۷۲۶) ج ۱

ص: ۳۹۵ ناشر مؤسسة الریان ④ نور العینین لزیلعی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبۃ اسلامیہ

الْمُبَارَكَةُ: لَمْ يَثْبُت. ①

## حدیث ابن مسعود کے متن پر بحث

### حدیث ابن مسعود میں رکوع کے رفع الیدین کی نفی

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: سفیان ثوری کی اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد

کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے لہذا یہ روایت مجمل ہے۔ ②

جواب: اولاً: نسائی، ترمذی اور طحاوی کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں پہلی دفعہ کے علاوہ اور کسی بھی مقام میں رفع الیدین نہیں ہوتی تھی تو ظاہر ہے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین نہیں ہوتی تھی کیونکہ اس حدیث میں تمام مقامات میں رفع الیدین کی نفی کی جا رہی سوائے پہلی تکبیر کے تو معلوم ہو گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت نیز دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین ہوتی تو پہلی تکبیر کی رفع الیدین کی طرح اس رفع الیدین کی بھی استثناء ہوتی لیکن جب صرف پہلی تکبیر کی رفع الیدین کی استثناء کی گئی تو واضح ہو گیا کہ پہلی تکبیر کے علاوہ اور کسی مقام پر رفع الیدین نہیں ہوئی۔ لہذا اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا عدم ذکر نہیں بلکہ روایت میں واضح طور پر پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر تمام مقامات میں رفع الیدین کی نفی ہے لہذا اس روایت کو مجمل سمجھنا غلط فہمی ہے۔

ثانیاً: حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

① المغنی لابن قدامة (متوفی ۶۲۰) ج ۱ ص: ۳۵۸ ناشر مكتبة القاهرة

② نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۹ ناشر مكتبة اسلامية لاہور

تمام امراض کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ کتاب و سنت اور اجماع پر سلف صالحین

کے فہم کی روشنی میں عمل کیا جائے۔ ①

عبارت کا خلاصہ یہ نکلا کہ حدیث کو بجائے اپنی فہم کے سلف صالحین کے فہم کے ساتھ سمجھنا چاہیے اب آئیے دیکھتے ہیں کہ سلف صالحین اس حدیث کا مفہوم کیا سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱- ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

وَلَمْ يُرَوْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ عِنْدَ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ مِمَّنْ لَمْ يَخْتَلِفْ فِيهِ إِلَّا ابْنُ مَسْعُودٍ وَحَدُّهُ ②

صحابہ میں سے کسی سے بھی ہراونچ نیچ میں رفع الیدین کا ترک مروی نہیں ہے مگر اس سے اس کے خلاف بھی مروی ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود کے اس سے صرف ہراونچ نیچ میں ترک رفع الیدین مروی ہے۔

۲- زین الدین العراقي رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶) سے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ لَمْ يُرَوْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ عِنْدَ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ مِمَّنْ لَمْ يَخْتَلِفْ عَنْهُ فِيهِ إِلَّا ابْنُ مَسْعُودٍ وَحَدُّهُ. ③

ابن عبد البر نے کہا ہے صحابہ میں سے کسی سے بھی ہراونچ نیچ میں رفع الیدین کا ترک مروی نہیں ہے مگر اس سے اس کے خلاف بھی مروی ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود کے اس سے صرف ترک رفع مروی ہے۔

① دین میں تقلید کا مسئلہ حافظ زبیر علی ص: ۹۱ ناشر نعمان پبلیکیشنز ② الاستذکار لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج ۱ ص: ۱۰ ناشر دار الکتب العلمیہ ③ طرح التریب فی شرح التقریب لزین الدین العراقي (متوفی ۸۰۶) ج ۲ ص: ۲۵۵ ناشر دار احیاء التراث العربی



۳- علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ كُلُّ مَنْ رَوَى عَنْهُ تَرَكَ الرَّفْعَ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ مِنْهُ رَوَى عَنْهُ فَعَلَهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ ①

ابن عبد البر نے کہا کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۴- قاضی شوکانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۵۰) سے:

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: كُلُّ مَنْ رَوَى عَنْهُ تَرَكَ الرَّفْعَ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ مِنْهُ رَوَى عَنْهُ فَعَلَهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ ②

ابن عبد البر نے کہا کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۵- شمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹) سے:

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ كُلُّ مَنْ رَوَى عَنْهُ تَرَكَ الرَّفْعَ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ مِنْهُ

① فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ۲ ص ۲۱۹ ناشر دار المعرفة

بیروت ② نیل الاوطار لمحمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰) ج ۲ ص ۲۰۹

ناشر دار الحدیث مصر

رَوَى عَنْهُ فَعَلَهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ ❶

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۲۔ عطاء اللہ حنیف غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۹) سے:

وَكُلُّ مَنْ رَوَى عَنْهُ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرَكُ الرَّفْعَ فِيهِمَا رَوَى عَنْهُ فَعَلَهُ إِلَّا

ابْنَ مَسْعُودٍ ❷

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۷۔ علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲) سے:

وَكُلُّ مَنْ رَوَى عَنْهُ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرَكُ الرَّفْعَ فِيهِمَا رَوَى عَنْهُ فَعَلَهُ إِلَّا

ابْنَ مَسْعُودٍ ❸

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر

- ❶ عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (توفی ۱۳۲۹) ج ۲ ص: ۲۸۹ ناشر دار  
الکتب العلمیہ ❷ التعليقات السلفية على سنن النسائي لعطاء الله حنیف (متوفی  
۱۴۰۹) ج ۲ ص: ۸ ناشر المكتبة السلفية باكستان ❸ شرح الزرقانی علی الموطأ  
لمحمد بن عبد الباقي (متوفی ۱۱۲۲) ج ۱ ص: ۲۹۴ ناشر مكتبة الثقافة الدينية

اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

ان عبارات کا خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت علامہ ابن عبد البر، حضرت علامہ زین الدین عراقی، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی، حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی، قاضی شوکانی غیر مقلد، شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد عطاء اللہ حنیف غیر مقلد کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی سمجھ میں آرہی ہے لہذا ہمیں بھی اس حدیث میں رکوع میں جانے اور سر اٹھانے والی رفع الیدین کی نفی سمجھ میں آرہی ہے۔

## حدیث ابن مسعود میں غیر مقلدین کے مغالطے

### مغالطہ نمبر ۱۔

حافظ زبیر بن زئی لکھتے ہیں:

اگر اس روایت کو عام تصور کیا جائے تو پھر تاریکین رفع الیدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں (۱) وہ وتر میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع سے پہلے رفع الیدین کرتے ہیں (۲) وہ عیدین میں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کرتے ہیں؟ ①

جواب: اس حدیث میں پانچوں وقت کی عام نماز کا بیان ہوا ہے لہذا اس روایت میں رفع الیدین کی نفی عام نمازوں میں ہو رہی ہے نہ کہ خاص نمازوں میں، یہی تو وجہ ہے کہ کتب حدیث میں جب نماز وتر کا بیان ہوتا ہے تو وہاں صلاۃ کے ساتھ وتر کا ذکر ہوتا ہے کہا جاتا

① نور العینین للزمی علی ص: ۱۳۹ تا شریعت اسلامیہ لاہور



ہے صلاۃ الوتر اسی طرح جہاں عیدین کا بیان ہوتا ہے تو وہاں صلاۃ کے ساتھ عیدین کا ذکر ہوتا ہے کہا جاتا ہے صلاۃ العیدین بخلاف عام نمازوں کے ان میں کسی قید کا ذکر نہیں ہوتا ہے لہذا اس نفی سے عیدین اور وتر کی رفع الیدین کی نفی نہیں ہوگی۔

مغالطہ نمبر ۲۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ امام فقیہ محدث ابو داؤد رحمہ اللہ علیہ نے اس ضعیف حدیث پر باب باندھا ہے باب من لم یذکر الرفع عند الركوع یعنی باب اس کا جس نے رکوع سے پہلے رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر

لازم نہیں ہے۔ ①

جواب: اگر معیار محدث کا باب باندھنا ہے تو امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر

باب باندھا ہے ترك ذالك یعنی یہ باب ہے رفع الیدین کے چھوڑنے کے بیان میں

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے باب ما جاء ان النبى

صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرة یعنی یہ باب ہے اس بیان میں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ کے علاوہ اور کسی جگہ میں رفع الیدین نہیں کیا دیکھیے: ②

ربی بات امام ابو داؤد کی تو حضرت امام ابو داؤد رحمہ اللہ خود بھی عدم ذکر سے عدم وجود

پر استدلال کرتے ہیں چنانچہ امام ابو داؤد ایک مقام پر باب باندھتے ہیں باب ترك

الاذان فی العیدین باب ہے عید کی نماز میں اذان کے چھوڑنے کے بیان میں اور آگے

① نور العینین لزمین علی ص: ۱۳۹ تا شرکتہ اسلامیا لاہور

② ترمذی بتحقیق احمد محمد شاہ ج ۲ ص: ۴۰ ناشر شرکتہ مکتبہ و مطبعة مصطفى البابي

روایت ذکر کرتے ہیں عدم ذکر والی۔ وہ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَشْهَدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصَّغَرِ، فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرٍ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ❶

حضرت عبدالرحمن بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عید کی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں میری قدر و منزلت نہ ہوتی تو میں اپنی کم عمری کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا نہیں ہو سکتا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔ (مگر ابن عباس نے) اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔

نیز سر کا مسح تین دفعہ کرنا حضرت عثمان کی روایت سے ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حُمُرَانُ، قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ، وَقَالَ فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ هَكَذَا ❷

حمران سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے

❶ سنن ابی داؤد لسلیمان بن اشعث (توفی ۲۷۵) ج ۱ ص ۲۹۸ ناشر المکتبۃ

العصریة ❷ سنن ابی داؤد لسلیمان بن اشعث (توفی ۲۷۵) ج ۱ ص ۲۶ ناشر

دیکھا ہے اور مذکورہ حدیث بیان کی مگر اس میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہیں کیا اور اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے سر پر تین مرتبہ مسح کیا اور پھر تین مرتبہ پاؤں دھوئے اس کے بعد (حضرت عثمان نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

لیکن حضرت امام ابو داؤد نے باوجود اس کے حضرت عثمان کی بعض روایات میں تثلیث مسح کے عدم ذکر سے نفی پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ امام ابو داؤد لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصَّحَاحُ كُلُّهَا تَذَلُّ عَلَى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةٌ، فَإِنَّهُمْ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، وَقَالُوا فِيهَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كَمَا ذَكَرُوا فِي غَيْرِهِ "

ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو کے سلسلہ میں جو احادیث صحیحہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں وہ سب کی سب اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک مرتبہ ہے کیونکہ راویوں نے اس روایت میں اعضاء وضو کا تین مرتبہ دھونا ذکر کیا ہے مگر سر کے مسح کے بارے میں صرف اتنا کہا ہے کہ سر کا مسح کیا یعنی سر کے مسح میں کوئی عدد ذکر نہیں کیا جیسا کہ دیگر ارکان میں کیا ہے۔

حضرت عثمان کی روایت میں تثلیث مسح کے ثبوت کے بعد بعض روایات میں عدم ذکر سے امام ابو داؤد کا نفی پر استدلال کرنا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ کسی چیز کے ثبوت کے بعد اس کے عدم ذکر سے بھی اس کی نفی سمجھی جاتی ہے لہذا زیر علی کا یہ کہنا کہ (ثبوت کے ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں ہے۔ امام ابو داؤد کے اصول کے مطابق غلط ہے۔

اثر عبد اللہ بن مسعود

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ



كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يَسْتَفْتِحُ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ①

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے جس کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔  
اعترض نمبر ۱۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۲ یا ۳۳ ہجری کو فوت ہوئے ہیں (تہذیب  
التہذیب ض ۶ ص: ۲۵) اور ابراہیم بن یزید نخعی ۳۷ ہجری کے بعد پیدا ہوئے تھے ملاحظہ  
ہو (تہذیب التہذیب ج ۱ ص: ۱۵۵) لہذا یہ سند منقطع ہے۔ ②

جواب: ابراہیم نخعی جب بھی حضرت عبداللہ بن مسعود کی کوئی روایت بغیر واسطے کے  
بیان کرتے تھے تو وہ روایت اس کو بہت سارے صحابہ و تابعین سے پہنچی ہوتی تھی اس لیے  
اس کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغیر واسطے کے بیان کی ہوئی روایت، واسطے  
سے بیان کی ہوئی روایت سے زیادہ مضبوط ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نقل  
کرتے ہیں:

وقال الأعمش قلت لإبراهيم أسند لي عن ابن مسعود فقال  
إبراهيم: إذا حدثكم عن رجل عن عبد الله فهو الذي سمعت وإذا قلت  
قال عبد الله فهو عن غير واحد عن عبد الله. ③

جب اعمش نے ان سے کہا کہ جب آپ ابن مسعود سے مجھے حدیث سنائیں تو  
میرے سامنے سند بیان کرو کہ یہ حدیث آپ کو ابن مسعود سے کس نے سنائی تو ابراہیم نخعی

① مصنف ابن ابی شیبہ لعبد اللہ بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵) ج ۱ ص: ۲۱۳ ناشر  
مکتبۃ الرشید الریاض ② نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۶۶ ناشر مکتبۃ اسلامیہ ③ تہذیب التہذیب  
لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ۱ ص: ۱۷۷ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامية

نے کہا کہ جب میں آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کسی متعین شخص سے سناؤں تو سمجھ لینا کہ وہ روایت مجھ تک صرف اس راوی کے واسطے سے پہنچی ہوگی لیکن جب میں عبد اللہ بن مسعود کی روایت بغیر واسطے کے ذکر کروں تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث مجھے عبداللہ بن مسعود سے بہت سارے لوگوں کے واسطے سے پہنچی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ابراہیم نخعی عبداللہ بن مسعود سے بغیر سنے روایت بیان نہیں کرتے تھے کسی جماعت سے سن کر ہی کرتے تھے لیکن روایت بیان کرتے وقت سند اس لیے بیان نہیں کرتے تھے کہ اتنے سارے استاذوں کا ایک ہی حدیث میں نام لینا مشکل ہوتا تھا لہذا ابراہیم نخعی کی روایت عبداللہ بن مسعود سے منقطع ثابت نہیں ہوئی کیونکہ بلا واسطہ نقل نہیں کرتے۔

### اعتراض نمبر ۲۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ یہ روایت ابراہیم نخعی نے غیر واحد (کئی اشخاص) سے سنی ہے یا ایک جماعت سے سنی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ غیر واحد اور جماعت دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں لہذا ان سے استدلال مخدوش ہے۔ ①

جواب: حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدِ اللَّهِ أَيْمَةُ ثِقَاتٍ لَمْ يُسَمَّ قَطُّ مَتَّهَمًا، وَلَا مَجْرُوحًا، وَلَا مَجْهُولًا، فَشَوَّحَهُ الَّذِينَ أَخَذَ عَنْهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَيْمَةُ أَجَلَاءُ نَبَلَاءُ وَكَانُوا كَمَا قِيلَ: سُرُجُ الْكُوفَةِ، وَكُلُّ مَنْ لَهُ ذَوْقٌ فِي الْحَدِيثِ إِذَا قَالَ إِبْرَاهِيمَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَمْ يَتَوَقَّفْ فِي ثُبُوتِهِ عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ مِمَّنْ

فِي طَبَقَتِهِ لَوْ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ، لَا يَحْصُلُ لَنَا الثَّبْتُ بِقَوْلِهِ، فَأَبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ نَظِيرُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ وَنَظِيرُ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، فَإِنَّ الْوَسَائِلَ بَيْنَ هَؤُلَاءِ وَبَيْنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِذَا سَمَوْهُمْ وَجَدُوا مِنْ أَجْلِ النَّاسِ وَأَوْثَقَهُمْ وَأَصْدَقَهُمْ، وَلَا يُسْمَوْنَ سِوَاهُمْ الْبَتَّةُ ❶

یہ بات معلوم ہے کہ ابراہیم اور عبد اللہ کے درمیان جو لوگ واسطہ ہیں وہ امام ہیں ثنہ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی متم یا مجروح یا مجہول نہیں پایا گیا ہے پس ابراہیم کے وہ شیوخ جن سے عبد اللہ کی روایتیں نقل کی ہیں وہ حضرات بڑے بڑے جلیل القدر کوفہ کے چراغ تھے پس ہر وہ شخص جس کو حدیث کے ساتھ کچھ مناسبت ہوگی وہ شخص ابراہیم عن عبد اللہ کی روایت کے ثبوت میں توقف تک نہیں کرے گا ہاں ابراہیم کا دوسرا ہم عصر اگر عبد اللہ سے اسی طرح روایت نقل کرے گا تو ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہوگی۔ پس ابراہیم کی روایت عبد اللہ سے اس طرح مضبوط ہوتی ہے جس طرح سعید بن المسیب کی روایت حضرت عمر سے اور امام مالک کی روایت ابن عمر سے اس لیے کہ ان حضرات اور صحابہ کرام کے درمیاں ایسے واسطے ہیں کہ جب ان کا نام ذکر ہوگا تو وہ لوگوں میں سب سے بڑے اور زیادہ مضبوط اور اور زیادہ سچے ہونگے ایسے لوگوں کے علاوہ بالکل نہیں ہونگے۔

اعتراض ۳۔

حافظ زبیر علی زئی گوندلوی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روایت فی نفسہ قابل حجت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ حجت ہونا یا نہ ہونا تو اتصال والقطاع اور صحت وضعف پر موقوف ہے یہ عبارت مرویات ابراہیم کے قابل حجت ہونے پر دال نہیں ہے۔

❶: إيد المعاد لابن القيم (متوفى ۷۵۱) ج ۵ ص: ۵۸۰ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت



اولاً: اس لیے کہ ممکن ہے کہ دو تین کو فی جمع ہو کر اسے حدیث سنائیں اور وہ تینوں ضعیف الحافظہ ہوں۔

ثانیاً: پتہ نہیں کہ سلسلہ اسناد عبد اللہ تک کتنے واسطوں سے پہنچتا ہے۔ بعض اوقات تابعی اور صحابی کے درمیان دو چار بلکہ سات واسطے بھی ہوتے ہیں ان کے متعلق تحقیقات نہایت ضروری ہیں۔

ثالثاً: ممکن ہے ابراہیم کے نزدیک وہ ثقہ ہوں مگر دیگر ائمہ فن کے ہاں ضعیف ہوں۔ [والجرح مقدم علی التعديل]۔ تعدیل مبہم مقلد کا مایہ ناز ہو سکتی ہے ایک تشنہ تحقیق کی سیرابی کے لیے ناکافی ہے۔

ان ہی خدشات کی روشنی میں جرح و تعدیل کے ایک بہت بڑے امام نے فرمایا ہے کہ ابراہیم سے عبد اللہ کی روایات ضعیف ہیں۔ یعنی امام ذہبی کا میزان الاعتدال ج ۱ ص: ۳۵ میں ارشاد ہے:

قلت: استقر الأمر على أن إبراهيم حجة، وأنه إذا أرسل عن ابن مسعود وغيره فليس ذلك بحجة. انتهى.

قال الامام الشافعي ان ابراهيم النخعي لو زوى عن علي و عبد الله وانه اذا ارسل عن ابن مسعود و غيره فليس ذلك بحسن انتهى كلامه  
یعنی امام شافعی نے کہا ابراہیم نخعی اگر علی اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کریں تو وہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ ابراہیم کی ان میں سے کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی اور امام ذہبی نے ابراہیم نخعی کی عبد اللہ بن

مسعود سے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ①

① نور العینین لرحمہ علیہما فی ص: ۱۶۶-۱۶۷ تا شریکتہ اسلامیہ

## مرا سیل ابراہیم نخعی بالا جماع صحیح ہیں

جواب: ابراہیم نخعی کی مرسل روایات خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود سے، محدثین کے بالا جماع قبول ہیں۔ جیسے کہ حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا أَنَّ مَرَّاسِيلَ إِبْرَاهِيمَ صَحَّاحٌ ①

محدثین کا اجماع ہے کہ ابراہیم کی مرسل روایات صحیح ہیں۔

۱- حضرت علامہ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳) سے:

اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنا فیصلہ یوں سناتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ إِلَى هَذَا نَزَعَ مِنْ أَصْحَابِنَا مَنْ زَعَمَ أَنَّ مَرْسَلَ الْإِمَامِ أَوَّلَى مِنْ مُسْنَدِهِ لِأَنَّ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَرَّاسِيلَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَقْوَى مِنْ مُسَانِيدِهِ وَهُوَ لَعَمْرِي كَذَلِكَ إِلَّا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَيْسَ بِعَيَّارٍ عَلَى غَيْرِهِ ②

اعمش والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم نخعی کی مرسل روایات، اس کی منہ روایات سے زیادہ مضبوط ہیں۔ اور مجھے میری زندگی کی قسم یہی بات صحیح ہے۔

۲- امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) سے:

۳- امام بیہقی (متوفی ۴۵۸) سے:

وقال أحمد بن حنبل مرسلات إبراهيم النخعي لا بأس بها وخص

البيهقي ذلك بما أرسله عن ابن مسعود دون غيره ③

① الاستذكار لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج ۶ ص: ۱۳۷ ناشر دار الكتب العلمية

② التمهيد لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج ۱ ص: ۳۸ ناشر وزارة عموم الاوقاف

③ جامع التحصيل للحافظ علائی (متوفی ۷۶۱) ص: ۸۸ ناشر عالم الكتب بيروت

امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کی مرسل روایات میں کوئی خرابی نہیں ہے اور اسی طرح امام بیہقی کا بھی فرمان ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کی وہ مرسل روایات جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہیں ان میں تو کوئی خرابی نہیں البتہ دیگر حضرات سے اس کی مرسل روایت قبول نہیں کی جائیگی۔

۴۔ یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳) سے:

و مرسلات ابراہیم صحیحۃ إلا حدیث تاجر البحرین و حدیث

الضحک فی الصلۃ ①

ابراہیم کی مرسل روایات صحیح ہیں سوائے تاجر البحرین اور نماز میں ہنسی والی روایت کے۔  
و سمعت یحییٰ یقول مرسلات ابراہیم اصح من مرسلات سعید بن

المسیب و الحسن ②

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ابراہیم کی مرسل روایات میرے نزدیک سعید بن مسیب اور حسن بصری کی مرسل روایات سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی عبارت کا تو علامہ ذہبی سے اس کے خلاف بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

وإن صحَّ الإسنادُ إلى تابعیٍّ متوسط الطبقۃ، کمراسیل مجاہد

و ابراہیم، و الشعبي. فهو مُرسل جید لا بأس به ③

اور اگر متوسط طبقہ کے تابعی تک سند صحیح ثابت ہوتی ہے جیسے مجاہد، ابراہیم، اور شعبی کی

① تاریخ یحییٰ بن معین بروایۃ الدوری (متوفی ۲۴۳) ج ۳ ص: ۲۰۶ ناشر دار احیاء

التراث العربی ② تاریخ یحییٰ بن معین بروایۃ الداوری (متوفی ۲۴۳) ج ۱ ص: ۱۲۰

ناشر مجمع اللغة العربیۃ ③ الموقظة فی علم مصطلح الحدیث لمحمد بن احمد بن

عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸) ص: ۴۰ ناشر مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ



مرسل روایات تو یہ مراسلات عمدہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے امام شافعی کی عبارت کا تو امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الام میں سر توڑ کوشش کے باوجود یہ عبارت نہیں ملی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ زیر صاحب نے بھی اس حوالے کی خود ذمہ داری نہیں لی ہے بلکہ گوندلوی صاحب کے کاندھے پر بندوق رکھ کر گولی چلائی ہے۔ لہذا جب تک یہ عبارت امام شافعی کی کتاب الام سے ثابت نہیں ہوتی ہے تب تک ہم پر اس عبارت کے ساتھ الزام قائم نہیں کیا جاسکتا۔

بقیہ باتیں گوندلوی صاحب اور زیر صاحب کی محض دل بہلانے والی ہیں اس لیے ان باتوں کا جواب لکھنا فضول ہے۔

## مؤلف کی دیگر کتب



## زیر طبع کتب

